



قرآن اور عورت

مصنف

حافظ ریاض حسین جفئی

فہرست

[قرآن اور عورت](#)
[عرب کی بد قسمتی کے اسباب](#)
[قرآن مجید میں بعض عورتوں کا تذکرہ](#)
[حضرت ابراہیم و اسماعیل اور تعمیر کعبہ](#)
[زوجہ حضرت ایوب](#)
[آسیہ زوجہ فرعون](#)
[دختر جناب شعیب](#)
[حضرت مریم](#)
[ازواج نبی اعظم](#)
[حضرت فاطمۃ الزہراء](#)
[عظمت عورت بہ حیثیت زوجہ](#)
[عورت و مرد میں مساوات](#)
[عورت اور حجاب](#)
[انتخاب عورت](#)
[حق مہر اور قرآن](#)
[وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے](#)
[کنیزوں سے نکاح](#)
[نکاح متعمہ](#)
[ایک سے زیادہ زوجہ](#)
[مرد عورت کا گھر](#)
[نشوزہ \(ناقرمان\) عورت](#)
[عورت کے احکام](#)
[ظہار](#)
[ولادت و رضاعت](#)
[لعان](#)
[طلاق](#)
[تین طلاقیں](#)
[عدت](#)
[طلاق کی شرائط](#)
[عدت و فاق](#)
[طلاق خلع](#)
[عورت کی گواہی](#)
[عورت و میراث](#)
[ماں](#)
[بیوی](#)
[بہن](#)

جب بیٹی ملنے آتی تو علت غائی ممکنات ، انبیاء کے سردار بنفوس نفیس تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاتے اور اپنی مسند پر بٹھاتے عظمت عورت کا ذریعہ جناب فاطمہ ہیں۔ قبل از اسلام اہل عرب بیٹی کو زندہ در گور کر دیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے۔ وَإِذَا الْمَوْءُذَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ۔ "اور جب زندہ در گور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں ماری گئی۔" (تکویر: 9-8) یہ قبیح رسم اس قدر عام تھی کہ جب عورت کے وضع حمل کا وقت قریب آتا تو زمین میں گڑھا کھود کر اسے وہاں بیٹھا دیا جاتا پھر اگر نوزائیدہ لڑکی ہوتی تو اسے اس گڑھے میں پھینک دیا جاتا اور اگر لڑکا ہوتا تو اسے زندہ چھوڑ دیا جاتا، اسی لئے اس دور کے شعراء میں ایک شاعر بڑے فخریہ انداز میں کہتا ہوا نظر آتا ہے: سمیتھا اذا ولدت تموت والقبر صبرضامن زمیت (مجمع البیان ج 10 ص 444) "میں نے اس نوزائیدہ لڑکی کا نام اس کی پیدائش کے وقت تموت (مر جائے گی) رکھا اور قبر میرا داماد ہے، جس نے اسے اپنی بغل میں لے لیا اور اسے خاموش کر دیا۔" بیٹیوں کو زندہ در گور کرنے کی رسم بڑی دردناک ہے۔ ان واقعات کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اس نے (متاثر ہونے کے بعد سچا اسلام قبول کیا) ایک آپ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا یا۔ رسول اللہ اگر میں نے کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہو تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "خدا رحمہ الرحیم ہے۔" اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ فرمایا! وائے ہو تجھ پر تیرا گناہ کتنا ہی بڑا ہی کیوں نہ ہو خدا کی بخشش سے تو بڑا نہیں؟ اس نے کہا! اگر یہ بات ہے تو میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں زمانہ جاہلیت میں، میں دور دراز سفر پر گیا ہوا تھا، ان دنوں میری بیوی حاملہ تھی چار سال بعد گھر لوٹا تو میری بیوی نے میرا استقبال کیا، گھر میں ایک بچی پر نظر پڑی، میں نے پوچھا یہ کس کی بیٹی ہے؟ بیوی نے کہا! ایک ہمسائے کی بیٹی ہے۔ میں نے سوچا یہ ابھی اپنے گھر چلی جائے گی، لیکن مجھے اس وقت بہت تعجب ہوا جب وہ نہ گئی، آخر کار مجھے پوچھنا ہی پڑا، میں نے بیوی سے پوچھا سچ بتا یہ کس کی بیٹی ہے؟ بیوی نے جواب دیا۔ آپ سفر پر تھے، یہ پیدا ہوئی، یہ تمہاری ہی بیٹی ہے۔ وہ شخص کہتا ہے۔ میں نے ساری رات پریشانی میں گزاری، کبھی آنکھ لگتی اور کبھی بیدار ہو جاتا، صبح قریب تھی میں بستر سے اٹھا میں نے بچی کو ماں کے ساتھ سویا ہوا دیکھا، بڑی خوبصورت لگ رہی تھی اسے جگایا اور کہا۔ میرے ساتھ چلو ہم نخلستان کی طرف چلے وہ میرے پیچھے پیچھے چل رہی تھی، جب ہم نخلستان میں پہنچے میں نے گڑھا کھودنا شروع کیا، وہ میری مدد کرتی رہی، مٹی باہر پھینکتی رہی، میں نے اسے بغل کے نیچے سے ہاتھ رکھ کر اٹھایا اور اسے گڑھے میں پھینک دیا۔ یہ سننا تھا رسول اعظم کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس نے بات کو آگے بڑھایا، میں نے اپنا بایاں ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا تاکہ وہ باہر نہ نکل سکے اور دائیں ہاتھ سے مٹی ڈالنے لگا اس نے بہت کوشش کی اور بڑی مظلومانہ انداز میں فریاد کرتی تھی اور بار بار کہتی تھی بابا جان! کچھ مٹی آپ کی داڑھی اور کپڑوں میں پڑ گئی ہے، وہ ہاتھ بڑھا کر اس مٹی کو صاف کرنے لگی، لیکن میں پوری قساوت اور سنگدلی سے اس پر مٹی ڈالتا رہا، یہاں تک اس کے نالہ و فریاد کی آخری آواز آئی اور وہ خاک میں دم توڑ گئی۔ حضرت رسول اعظم نے دکھی حالت میں یہ داستان سنی، پریشانی ظاہر تھی۔ اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے فرمایا: اگر رحمت خدا کو اس کے غضب پر سبقت نہ ہوتی تو حتمًا جنتا جلدی ہوتا خدا اس سے انتقام لیتا۔ (القرآن، بواکب الدبر، ج 2 ص 214) جزیرہ عرب کے کفار تو بین کے انداز میں ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور فرشتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ بیٹی کی پیدائش پر ان کا چہرہ مارے غصہ کے سیاہ ہو جاتا جیسا کہ ارشاد خدا ندی ہے: أَمْ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُمْ بِالْبَنِينَ وَإِذَا بُسِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا صَرَبَ لِلرَّحْمَانِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهَهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ أَوْ مَنْ يَنْشَأُ فِي الْحُلِيِّهِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ بُمَّ عِبَادَ الرَّحْمَانِ إِنَاتًا أَشْهُدُوا خَلْقَهُمْ۔ "کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے (اپنے لیے) بیٹیاں بنا لیں ہیں اور تمہیں بیٹے چن کر دینے حالانکہ ان میں سے جب کسی ایک کو بھی بیٹی کامرہ سنا یا جاتا ہے جو اس نے خدا نے رحمان کی طرف منسوب کی تھی تو اندر اندر غصے سے پیچ و تاب کھا کر اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ کیا وہ جو ناز و نعم کے زیور میں پلی ہے اور جھگڑے کے وقت (اپنا) مدعا بھی واضح نہیں کر سکتی۔ (اللہ کے حصہ میں آتی ہے؟) اور ان لوگوں نے فرشتوں کو جو خدا کے بندے ہیں (خدا کی) بیٹیاں بنا ڈالا۔ کیا وہ فرشتوں کی پیدائش کو کھڑے دیکھ رہے تھے؟ (زخرف، 16 تا 19)

ہو سکتا ہے کہ یہ خیال زمانہ جاہلیت کی خرافات سے عربوں تک پہنچا ہو لیکن عرب ظلم و جور میں بہت آگے بڑھ گئے وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ (زخرف، 16 تا 19) ارشاد خدا وندی ہے: وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَہِ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ وَإِذَا بُسِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهَهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُسِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّ فِي التُّرَابِ أَلْأَسَاءَ مَا يَحْكُمُونَ" اور انہوں نے اللہ کے لیے بیٹیاں قرار دے رکھی ہیں جس سے وہ پاک و منزہ ہے

اور یہ لوگ اپنے لیے وہ اختیار کرتے ہیں جو یہ پسند کریں یعنی لڑکے اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو غصے کی وجہ سے ان کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپتے رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ کیا انہیں اس ذلت کے ساتھ زندہ رہنے دیا جائے یا انہیں زیر خاک دفن کر دیا جائے۔ دیکھو کتنا برا فیصلہ ہے جو یہ کر رہے ہیں۔" (سورہ نحل آیت 57-58-59) بہر حال اسلام سے قبل بیٹی (لڑکی) انسان ہی نہیں سمجھی جاتی تھی اور آج بھی بیٹے کی پیدائش پر خوشیوں کے شادیانے بجاتے ہیں، مٹھائیاں تقسیم ہوتی ہیں، ہدیہ تبریک پیش کیا جاتا ہے۔

اور بیٹی کی پیدائش پر بس سردمہری، سکوت اور خاموشی کا مظاہرہ ہوتا ہے آخر ایسا کیوں ہے؟

عرب کی بد قسمتی کے اسباب

نعمان ابن منذر کے زمانے میں جنگ کے بعد عورتیں (لڑکیاں) قید ہوئی تھیں، مصالحت کے بعد ہر چیز کی واپسی شروع ہوئی تو بعض لڑکیاں واپس نہ آئیں۔ انہوں نے قبیلے میں آنے سے انکار کر دیا اور اپنے شوہروں کے پاس رہنے کو ترجیح دی یعنی جن کے پاس رہ رہی تھیں وہیں رہنا پسند کیا۔ عرب پریشان ہوئے ایک تو قید ہونے کا خدشہ تھا دوسرا بیٹے کام کرتے ہیں، کمائی کرنے والے ہوتے ہیں اور بیٹیاں خرچ خرچ کرتی ہیں لہذا احتمال ہے کہ ان دو وجہوں سے یہ (زندہ درگور کرنے کی) قبیح رسم رواج پکڑ گئی ہو۔ اسلام نے جس طرح انسانیت کی عظمت کو اجاگر کیا اور انسان کو اس کے مکرم و محترم اشرف المخلوقات ہونے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اسی طرح عورت کو نہ صرف مرد کی طرح مخلوق قرار دیا بلکہ انسانیت میں مکمل حصہ دار قرار دیا۔ عورت کی بے چارگی کو دور کیا اور اس کی عزت و عظمت کو واضح کیا ہے۔ مغربی لوگوں نے عورت کو کھلونا اور کاروبار کا ذریعہ اور اپنی خواہشات کی تکمیل کا وسیلہ بنایا، یہ آزادی نہیں بلکہ بدترین غلامی ہے۔ اسلام نے واضح کیا کہ (اے مرد) عورت بھی تیری ہی طرح انسان ہے، تیری ہی طرح اشرف المخلوقات ہے۔ تیری ہی طرح مکرم اور معزز مخلوق ہے بلکہ (اے مرد) جب عورت ماں کا درجہ پاتی ہے تو تیری جنت کی ضامن بن جاتی ہے۔ اسی کے قدموں میں جنت ہے، اسی کی خدمت میں صلہ میں تو جنت کا حقدار بنتا ہے (اے مرد) تو انسانیت اختیار کر اور عورت کو انسان سمجھ۔ اس کی عزت کر تاکہ تیری عزت ہو۔ ارشاد خداوندی ہے۔ **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً** ج "لوگو اپنے خدا سے ڈرو جس نے تمہیں ایک فرد سے پیدا کیا اور اسی (خمیر) سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بکثرت مرد عورت (روئے زمین پر) پھیلائے۔" (نساء: 1) **مَزِيدَارشاد ہے: بُو الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا**۔ "وہی ہے جس نے تمہیں ایک شخص سے پیدا کیا اور پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے سکون حاصل کرے۔" (اعراف: 189) اسلام اور قرآن عورتوں کا مذاق اڑانے اور ان سے مسخرہ کرنے سے منع کرتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ** ج "اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے مسخرہ نہ کر لے ہو سکتا ہے وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں (یا مرد) عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے یہ وہ ان سے بہتر ہوں۔" (سورہ حجرات آیت 11) اے مومنون! قرآن ایک دوسرے کی عزت کا درس دیتا ہے ایک دوسرے کا احترام اور عورتوں کی عزت۔ عورت مرد ہی کا حصہ ہے۔ مرد کی تخلیق سے بچی ہوئی خاک سے پیدا ہوتی ہے، مرد کی اولاد کا ظرف ہے: مرد کی حصہ دار ہے، مرد کے سکون کا ذریعہ۔ اور مرد کی ساتھی ہے یہ مرد کا لباس ہے اور مرد اس کا لباس ہے۔ **بُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ** "وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔" (سورہ بقرہ آیت نمبر 187) عورت کی بد قسمتی تذللیل کا ایک سبب یہ غلط تصور ہے کہ حضرت آدم کی مشکلات کی موجب جناب حوا ہیں۔ انہیں کی وجہ سے حضرت آدم جنت سے نکالے گئے، انہیں کی وجہ سے در بدر اور پریشان حال ہوئے اور مصیبت میں پھنس گئے۔ اسرائیلی روایات سے قطع نظر اس نظریہ کی کوئی اساس نہیں ہے اور قرآن مجید کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ جنت میں عیش و آرام، جنت سے نکلنے اور شیطانی وسوسوں وغیرہ کاجب بھی ذکر ہوا ہے تو آدم و حوا دونوں کا تذکرہ ہو ہے حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ قرار پائے، فرشتوں کے ساتھ علمی مقابلہ میں غالب رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ہی کو الہی نمائندگی ملی لیکن جب جنت میں رہائش اخراج اور پریشانی کا ذکر ہوا تو کسی ایک جگہ بھی حضرت حوا کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا گیا اور جب بھی ذکر ہوا تو دونوں ہی کا ہوا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: **وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ**۔ "اور ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنت میں سکون کے ساتھ قیام کرو، جہاں سے چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونوں زیادتی کا ارتکاب کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔" (سورہ بقرہ

آیت نمبر ۳۵) مزید ارشاد ہوا ہے: وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكَلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ - "اے آدم! تم اور تمہاری زوجہ اس جنت میں سکونت اختیار کرو جہاں سے چاہو کھاؤ مگر اس درخت کے نزدیک نہ جانا ورنہ تم دونوں ظالموں (زیادتی کرنے والوں میں) سے ہو جاؤ گے۔" (سورہ اعراف آیت نمبر ۱۹) ان آیات قرآنی میں آدم علیہ السلام و حوا دونوں کا ذکر ہوا ہے اور جب شیطانی وسوسہ کا تذکرہ ہوتا ہے تو بھی دونوں کا ذکر کیا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے: فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ "پس شیطان نے ان دونوں کو پھسلایا اور جس (نعمت) میں دونوں قیام پذیر تھے اس سے نکلوا دیا۔ (سورہ بقرہ ۳۶) نیز ارشاد ہے: فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوَآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَتَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ فَذَلَّلَهُمَا يَتَرَوْرَجَ "پھر شیطان نے انہیں بہکایا تاکہ اس طرف سے ان دونوں کے لیے پوشیدہ مقامات جو ان سے چھپائے گئے تھے ان کے لیے نمایاں ہوجائیں اور کہا تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا تھا کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا زندہ جاوید نہ بن جاؤ۔" (سورہ اعراف آیت نمبر ۲۰-۲۱) ان قرآنی آیات میں شیطان کے وسوسے کا تعلق دونوں سے ہے اور اس طرح پھسلانے اور بہکانے جانے والے بھی آدم علیہ السلام حوا دونوں ہیں لہذا صرف حوا کو مورد الزام ٹھہرانا صحیح نہیں ہے۔ پھر جب جنت سے نکل جانے کا حکم ہوا تو دونوں ہی کو بلکہ شیطان کو بھی حکم دیا اور شیطان کی دشمنی کا تذکرہ بھی دونوں کے لیے ہوا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: فَلَمَّا ابْتِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا "ہم نے کہا تم سب یہاں سے نیچے اتر جاؤ۔" (سورہ بقرہ آیت نمبر ۳۸) نیز ارشاد خداوندی ہے: قَالَ ابْتُطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ - "ایک دوسرے کے دشمن بن کے نیچے اتر جاؤ اور زمین پر ایک مدت تک تمہارا قیام و سامان ہوگا۔ اللہ کی طرف سے یہ فرمان دونوں کے لیے آیا تھا۔" (سورہ اعراف آیت نمبر ۲۴) مزید ارشاد ہوا ہے: وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ - "اور ان کے رب نے انہیں پکارا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت (کے پاس جانے) سے منع نہیں کیا تھا اور تمہیں بتایا نہ تھا کہ شیطان یقیناً تمہارا کھلا دشمن ہے۔" (سورہ اعراف آیت نمبر ۲۲) ارشاد خداوندی ہے: فَلَمَّا يَأْتِهِمْ مِنْهَا عَدُوٌّ لَكُمْ وَلَزُوجِكُمْ فَلَا يَخْرُجَنَّكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ فَتَقْسَمُوا - "پھر ہم نے کہا اے آدم! یہ تم اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے کہیں یہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا نہ دے پھر تم پر مصیبتیں نہ آئیں۔" (سورہ طہ ۱۲۲) قرآنی آیات کے مطالعہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ درخت سے دونوں کو منع کیا گیا تھا وسوسہ شیطانی دونوں کے لیے تھا۔ جنت سے اترنا دونوں کے لیے تھا شیطان کے دشمن ہونے کا تذکرہ دونوں کے لیے تھا بلکہ دشمنی کے سلسلہ میں خطاب بھی دونوں کو ہوا۔ لہذا واضح ہوا کہ اس مسئلہ میں جناب حوا ہی تنہا قصور وار نہیں ہیں البتہ شوہر نامدار کی شریک کار ضرور ہیں۔ ایک آیت میں تو براہ راست صرف آدم علیہ السلام کیلئے ہی وسوسہ شیطانی کا ذکر ہوا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ بَلْ أَتَاكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّيْلِي "پھر شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا اے آدم! کیا میں تمہیں اس ہمیشگی کے درخت اور لازوال سلطنت کے بارے میں نہ بتاؤں۔" (سورہ طہ ۱۲۰) بہر حال بحسب الظاہر حضرت آدم علیہ السلام ہی کے لیے احکام تھے خدا کے فرامین انہیں کیلئے ہی تھے زحمت و دقت بھی ان کیلئے ہی تھی لباس کا اترنا بھی انہی کے لیے تھا حضرت حوا بہ حیثیت زوجہ ان امور میں مبتلا ہوئیں۔ جیسا کہ ایک مقام پر خداوند نے یہاں تک فرمایا ہے: وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَتَنَىٰ وَوَعَدْنَا لَهُ عَزْمًا "اور تحقیق ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا لیکن وہ بھول گئے (ترک کر دیا) ہم نے ان میں کوئی عزم نہیں پایا۔" (سورہ طہ ۱۲۰) قرآن کا عظیم احسان ہے کہ اس نے عورت کی بے چارگی اور مظلومی کو اجاگر کیا اور بتایا کہ حضرت حوا زوجہ ہونے کی وجہ سے شریک کار تھیں خدا کے نمائندے آدم علیہ السلام پر ہی احکام کا نزول ہوا اور انہی سے عہد لیا گیا تھا جو پورا نہ ہو سکا۔ کیوں؟ کیا اس کی وجہ سے عصمت میں فرق نہیں پڑے گا۔ اس کا تذکرہ کسی مناسب مقام پر کریں گے۔ حضرت حوا ان معاملات میں مورد الزام نہیں ٹھہرتیں لہذا بے چاری عورت پر اشکال کوئی معنی نہیں رکھتا۔ عورت بھی انسان ہے، عورت بھی مکلف ہے، مردوں کی طرح سے عورتیں بھی صالح ہیں اور عظمت عورت میں کوئی کلام نہیں۔ مرد کی طرح عورت بھی اشرف المخلوقات اور انسان ہے۔ عورت مرد کے مساوی ہے فرق صرف فضیلت اور تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ مرد و عورت احکام میں برابر ہیں صرف خون کے مسائل میں عورت کے احکام جدا ہیں اور جہاد عورت سے ساقط... وگرنہ احکام میں مساوی ہیں۔ جزا و سزا میں بھی مساوی ہیں، اعزاز و اکرام اور اہانت و تذلیل میں مساوات ہے، خلقت و زندگی ایک ہے اور اساس زندگی بھی ایک ہی ہے۔ پس جب معیار تقاضا بھی ایک جیسا ہے لہذا جزا و سزا بھی ایک جیسی ہی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يظْلَمُونَ شَيْئًا - "اور جو نیک اعمال بجا لائے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہوں تو لہذا (سب) جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا۔"

سورہ نساء - ۱۲۴) ارشاد خداوندی ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰٓةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ "جو نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم انہیں ان کے اعمال کی بہترین جزا ضرور دیں گے۔ (سورہ نحل - ۹۷) بہر حال عورت و مرد اعمال اور جزا میں مساوی ہیں ہر کسی نے اپنا انجام خود بنانا ہے اور ہر فرد اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہو گا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی "کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (سورہ بنی اسرائیل - ۱۵) یہ تصور کہ مرد حاکم ہے یہ انتظامی معاملہ ہے اور نظام کی درستگی کیلئے ہے، جیسے مرد حاکم ہے اور کوئی اشخاص اس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ گھر کا سربراہ مرد ہے وگرنہ کوئی مرد ہے جو سیدہ سلام اللہ علیہا کے ہم پلہ ہو؟ کوئی ہے جس کی کارگزاری اور جس کا کام ثانی زہراء جیسا ہو پس مساوات ہی مساوات ہے اور فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔ بہر حال قرآن مجید کی رو سے مرد و زن کی خلقت کا طریق کار ایک ہے، معیار تفاضل و تفاخر ایک ہے اور وہ ہے عمل خیر! جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: اَنۡىۡ لِاَضۡمِۡعِ عَمَلٍۭۙ عَامِلٍۭۙ مِّنۡكَۙ مِّنْ ذَكَرٍۭۙ اَوْ اُنۡتِیۡۙ بَعْضُكَۙ مِّنۡ بَعْضٍ "تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں ہو گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت کیونکہ تم ایک دوسرے کا حصہ ہو۔" (سورہ آل عمران - ۱۹۵) مرد عورت دونوں کی اہمیت ہے اور دونوں کا عمل وزنی، معتبر اور قابل اعتبار ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کا حصہ ہیں تو پھر فوقیت اور چودھراہٹ کیسی؟ نظام خانوادگی میں ایک ہیں، نظام تناسل میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں، سکون حاصل کرنے میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ دونوں ایک ہیں اور من تو شدم تو من شدی کے مصداق ہیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَاۤیُلۡدِکَ یُدۡخِلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرۡزَقُوْنَ فِیۡہَا بِغَیۡرِ حِسَابٍ۔ "اور جو نیکی کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے جس میں انہیں بے شمار رزق ملے گا۔ (سورہ مومن - ۴۰) درحقیقت بعضکم من بعض فرما کر یہ واضح کر دیا گیا کہ زندگی کی ضروریات اور تدبیر امور میں دونوں برابر ہیں اور ایک دوسرے کا حصہ ہیں۔ دونوں (مرد عورت) ایک جیسے ہیں، اس کے علاوہ عورت کو دو امتیازی صفات دی گئیں ہیں۔ ۱۔ عورت کی وجہ سے نوع انسان کی بقا و ارتقاء ۲۔ عورت واجد لطافت و حساسیت ہے جس کی معاشرہ میں اہمیت ہے اور پھر دنیاوی آخر کے سب امور میں اشتراک ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلَا تَتَمَنَّوْاۤ مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ط لِّلرِّجَالِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا کَتَبُوْا وَّلِلنِّسَاۤءِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا کَتَبُوْا وَاَسْأَلُوْا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا۔ "اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی اسکی تمنا نہ کیا کرو، مردوں کو اپنی کمائی کا صلہ اور عورتوں کو اپنی کمائی کا صلہ مل جائے گا اور اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگتے رہو حقیقتاً اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔" (سورہ نساء - ۳۲) بحسب الظاہر دنیا کا کام نظر آ رہا ہے لیکن آیت میں عمومیت ہے۔ دنیا و آخرت کا کام جو بھی کرے گا۔ جس قدر کرے گا۔ جس خلوص و محنت سے کرے گا۔ اسی قدر نتیجہ اور ثمر حاصل کرے گا۔ (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) اے انسان مومن توتکبر سے باز آ۔ غرور نہ کر۔ خود کو کسی سے برتر بہتر نہ سمجھ۔ تیرے گھر میں مزدوری کرنے والا، اللہ کے نزدیک تجھ سے زیادہ عزت والا ہو سکتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ تیری زوجہ عمل و کردار میں تجھ سے زیادہ بہتر ہو پس معیار فضیلت تقویٰ ہے۔

قرآن مجید میں بعض عورتوں کا تذکرہ

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ، ام البشر جناب حوا، آدم علیہ السلام کی (تخلیق سے) بچی ہوئی مٹی سے پیدا ہوئیں جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: وَخَلَقْنَا مِنْهَا زَوْجَهَا۔ "اور اس کا جوڑا اسی کی جنس سے پیدا کیا۔" (نساء: ۱) وَمِنْ آیٰتِہٖ اَنَّ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِیۡہَا۔ "اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا تمہیں سے پیدا کیا تاکہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو۔" (روم: ۲۱) وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا۔ "اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں۔" (نحل: ۷۲) تمہاری ہی مٹی سے پیدا ہونے والی عورت تمہاری طرح کی انسان ہے، جب ماں باپ ایک ہیں تو پھر خیالی اور وہمی امتیاز و افتخار کیوں؟ اکثر آیات میں آدم اور حوا اکٹھے مذکور ہوتے ہیں، پریشانی کے اسباب کے تذکرہ میں بھی دونوں کا ذکر باہم ہوا ہے۔ دو آیات میں صرف آدم کا ذکر کر کے واضح کیا گیا ہے کہ اے انسان کسی معاملہ میں حوا کو مورد الزام نہ ٹھہرانا، وہ تو شریک سفر اور شریک زوج تھی۔ وَلَقَدْ عَرَبْنَاۤ اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلِ فَتَسٰی وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا۔ "اور ہم نے پہلے ہی آدم سے عہد لے لیا تھا لیکن وہ اس میں پر عزم نہ رہے۔" (طہ: ۱۱۵) قَالَ یٰۤاٰدَمُ بَلۡ اَدۡلٰکَ عَلٰی شَجَرَةِ الخُدِّ وَملَکِ لَا یُبۡلِی۔ "ابلیس نے کہا اے آدم! کیا میں تمہیں اس ہمیشگی کے درخت اور لازوال سلطنت کے بارے میں نہ بتاؤں۔ (طہ: ۱۲۵) آپ لوگوں نے ملاحظہ کیا کہ ان آیات میں حضرت حوا شریک نہیں ہیں اور تمام امور کی نسبت حضرت آدم ہی کی طرف ہے۔ (۲) زوجہ حضرت

نوح علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی ہیں جو شریعت لے کر آئے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ. "اللہ نے تمہارے دین کا دستور معین کیا جس کا نوح کو حکم دیا گیا اور جس کی آپ کی طرف وحی کی۔" (شوریٰ: ۱۳) حضرت نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ سال تبلیغ کی۔ ارشاد رب العزت ہے: وَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا حَمْسِينَ عَامًا "بتحقیق ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان کے درمیان ۵۰ سال کم ایک ہزار سال رہے۔" (عنکبوت: ۱۴) حضرت نوح کو کشتی بنانے کا حکم ہوا۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔ "اور ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی بنائیں اور حکم ہوا کہ اللہ کے حکم سے کشتی کو بناؤ۔" (ہود: ۳۷) وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِاسْمِ اللَّهِ مَجْرَابًا وَمَنْ سَابَطَ مِنْكُمْ فَمَا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَرَبِّ لَعَنُوا رَجِيمٌ وَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ "اور نوح نے کہا کہ کشتی میں سوار ہو جاؤ اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے بتحقیق میرا رب بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور کشتی انہیں لے کر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی۔ (ہود: ۴۲-۴۱) حضرت نوح نے اپنے بیٹے سے کشتی میں سوار ہونے کیلئے کہا اس نے (اور زوجہ نوح نے) انکار کیا اور کہا میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور محفوظ رہوں گا جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: يَا نُوحُ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ قَالَ سَأُوۡىٓ إِلَىٰ جَبَلٍ يَّعَصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ط قَالَ لَا عَصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَجَعَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ۔ "نوح نے اپنے بیٹے سے کہا ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ رہو اس نے کہا میں پہاڑ کی پناہ لوں گا وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ نوح نے کہا آج اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں مگر جس پر اللہ رحم کرے پھر دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی اور وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا۔ (ہود: ۴۳-۴۲) اور کشتی کوہ جود پر پہنچ کر ٹھہر گئی جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكَ وَيَا سَمَاءُ أَلْقِي عِوَضًا عَنِ الْمَاءِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَىٰ الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔ "اور کہا گیا اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا۔ اور پانی خشک کر ہو گیا اور کام تمام ہو گیا اور کشتی کوہ جود پر ٹھہر گئی اور ظالموں پر نفرین ہو گئی۔ (ہود: ۴۴) کشتی ہی بچاؤ کا واحد ذریعہ تھی۔ قرآن مجید نے حضرت نوح کی زوجہ کو خیانت کار قرار دیا ہے نبی کی بیوی ہونے کے باوجود جہنم کی مستحق بن گئی۔ ارشاد رب العزت ہے: ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَةٌ نُّوحَ وَامْرَأَةٌ لُّوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحِينَ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِنَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِينَ "خدا نے کفر اختیار کرنے والوں کیلئے زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی مثال دی ہے یہ دونوں ہمارے نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں لیکن ان سے خیانت کی تو اس زوجیت نے خدا کی بارگاہ ان کو میں کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور ان کیلئے کہہ دیا گیا کہ جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی داخل ہو جاؤ۔ (تحریم: ۱۰) اپنا عمل ہی کامیابی کا ضامن ہے رشتہ داری حتیٰ نبی کا بیٹا ہونا کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا۔ (۳) زوجہ حضرت لوط حضرت لوط، حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے ان کی قوم سب کے سامنے کھلم کھلا برائی میں مشغول رہتی۔ لواطت ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ پتھروں کی بارش سے انہیں تباہ کر دیا گیا حضرت لوط کی زوجہ بھی تباہ ہونے والوں میں سے تھی جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: وَلَوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفُلُجِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ أَنْتُمْ لَنَا نُورٌ الرَّجَالُ شَهْوَةٌ مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أَنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَرْنَا مِنَ الْغَابِرِينَ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ "اور لوط کو یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم آنکھیں رکھتے ہوئے بدکاری کا ارتکاب کر رہے ہو کیا تم لوگ شہوت کی وجہ سے مردوں سے تعلق پیدا کر رہے ہو اور عورتوں کو چھوڑے جا رہے ہو درحقیقت تم بالکل جاہل لوگ ہو۔ تو ان کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ لوط کے خاندان کو اپنی بستی سے باہر نکال دو کہ یہ لوگ بہت پاک باز بن رہے ہیں تو لوط اور ان کے خاندان والوں کو بھی (زوجہ کے علاوہ) نجات دے دی اس (زوجہ) کو ہم نے پیچھے رہ جانے والوں میں قرار دیا تھا اور ہم نے ان پر عجیب قسم کی بارش کر دی کہ جس سے ان لوگوں کو ڈرایا گیتا ان پر (پتھروں) کی بارش بہت بری طرح برسی۔" (نمل، ۵۴ تا ۵۵) حضرت لوط کی زوجہ خیانت کار نکلی اور عذاب میں مبتلا ہوئی جیسا کہ حضرت نوح کی زوجہ کا حال ہوا جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے۔ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَةٌ نُّوحَ وَامْرَأَةٌ لُّوطٍ "خدا نے کفر اختیار کرنے والوں کیلئے زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی مثال دی ہے۔" (تحریم: ۱۰) زوجہ نوح کی طرح زوجہ لوط بھی ہلاک ہو گئی۔ (۴) زوجہ حضرت ابراہیم - حضرت ابراہیم خلیل اللہ عظیم شخصیت کے مالک ہیں انہیں جد الانبیاء سے تعبیر کیا گیا ہے اور تمام ادیان ان کی عظمت پر متفق ہیں۔ حضرت ابراہیم کی قوم بت پرست تھی دلائل و براہین کے ساتھ انہیں سمجھایا پھر ان کے بتوں کو توڑا توبت شکن کہلائے۔ ان کو آگ میں ڈالا گیا تو وہ گلزار بن گئی۔ خواب کی بنا پر بیٹے کو ذبح کرنا چاہا تو اس کا فدیہ ذبح عظیم فدیہ کہلایا۔ ابراہیم خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور مکہ کی سر زمین کو آباد کیا۔ ہمارا دین، دین ابراہیم سے موسوم ہوا۔ ان کی بت شکنی کے متعلق ارشاد رب العزت ہو رہا ہے: وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ

ثَوَّلُوا مُدْبِرِينَ فَجَعَلَهُمْ جُدَادًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ قَالُوا أَنْتَ فَعَلْتَ بَدَأَ بِالْبَيْتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ بَدَأَ فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ - فَرَجَعُوا إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ثُمَّ نَكِسُوا عَلَى رُؤُسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا بُدِئُوا بِتَطْفُونٍ - " اور اللہ کی قسم جب تم بیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے ان بتوں کی خبر لینے کی ضرورت تدبیر سوچوں گا چنانچہ حضرت ابراہیم نے ان بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا سوائے ان کے بڑے (بت) کے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں - (انبیاء: ۵۷ تا ۵۸) کہا اے ابراہیم! کیا ہمارے ان بتوں کا یہ حال تم نے کیا ہے؟ ابراہیم نے کہا بلکہ ان کے اس بڑے (بت) نے ایسا کیا ہے تم ان سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں (یہ سن کر) وہ ضمیر کی طرف پلٹے اور دل ہی دل میں کہنے لگے حقیقتاً تم خود ہی ظالم ہو پھر انہوں نے اپنے سروں کو جھکا دیا اور (ابراہیم سے) کہا تم جانتے ہو کہ یہ نہیں بولتے - (انبیاء: ۶۲ تا ۶۵) نمرود کے حکم سے انتیآگ روشن کی گئی کہ اس کے اوپر سے پرندہ نہیں گزر سکتا تھا پھر ابراہیم کو گوپہن میں رکھ کر آگ میں ڈال دیا گیا۔ مزید ارشاد فرمایا: قَالُوا حَرِّفُوهُ وَانصُرُوا الْإِبْرَاهِيمَ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ - " وہ کہنے لگے اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی نصرت کرو ہم نے کہا اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کیلئے سلامتی بن جا - " (انبیاء: 68-69) ابراہیم و نمرود کا مباحثہ اَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالسَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ - " کیا تم نے اس شخص کا حال نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں اس بناء پر جھگڑا کیا کہ اللہ نے اسے اقتدار دے رکھا تھا جب ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے تو اس نے کہا زندگی اور موت دینا میرے اختیار میں بھی ہے ابراہیم نے کہا اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال کے دکھا! یہ سن کر وہ کافر مبہوت ہو کر رہ گیا اور اللہ ظالموں کی راہنمائی نہیں کرتا۔" (بقرہ: ۲۵۸) حضرت ابراہیم اسماعیل اور ہاجرہ کو مکہ چھوڑ آئے تو ارشاد فرمایا: رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ - " اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے محترم گھر کے نزدیک ایک بنجر وادی میں بسایا ہے۔" (ابراہیم: ۳۷) خواب کی وجہ سے اسماعیل کا ذبح ارشاد رب العزت ہے: قَالَ يَا بَنِيَّ إِنِّي آرِي فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا بَنِيَّ أَفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ بَدَأَ لَهُوُ الْبَلَاءِ الْمُبِينِ وَقَدَيْنَاهُ بِذَبْحٍ عَظِيمٍ - " ابراہیم نے کہا اے بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس دیکھ لو تمہاری کیا رائے ہے اسماعیل نے کہا اے ابا جان! آپ کو جو حکم ملا ہے اسے انجام دیں اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے پس جب دونوں نے حکم خدا کو تسلیم کیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا تو ہم نے ندا دی اے ابراہیم! تو نے خواب کو سچ کر دکھایا ہے بیشک ہم نیکوکاروں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں یقیناً یہ بڑا سخت امتحان تھا ہم نے ایک عظیم قربانی سے اس کا فدیہ دیا۔

حضرت ابراہیم و اسماعیل اور تعمیر کعبہ

ارشاد رب العزت ہے: وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُسْلِمَةٌ لَكَ وَآرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ - " (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور دعا کر رہے تھے۔ اے ہمارے رب ہم سے (یہ عمل) قبول فرما کیونکہ تو خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا۔ اور ہماری ذریت سے اپنی ایک فرمانبردار امت پیدا کر اور ہمیں ہماری عبادت کی حقیقت سے آگاہ فرما اور ہماری توبہ قبول فرما یقیناً تو بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (بقرہ: ۱۲۷، ۱۲۸) امتحان میں کامیابی کے بعد امامت کا ملنا وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنْتَلِ عِبْدِي الظَّالِمِينَ - " اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم کو ان کے رب نے چند کلمات سے آزمایا اور انہوں نے ان کو پورا کر دیا تو ارشاد ہوا میں تمہیں لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا اور میری اولاد سے بھی۔ ارشاد ہوا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔" (بقرہ: ۱۲۴) کیا کہنا عظمت اور خلقت ابراہیم کا، وہ واقعاً ایک امت تھے۔ انہوں نے اللہ کے کاموں میں پوری وفا کی۔ ارشاد ہوا۔ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى " اور ابراہیم جس نے (حق اطاعت) پورا کیا۔" (نجم: ۳۷) لیکن ان کی زوجہ محترمہ کی وفا مثالی اور کردار عالی تھا حضرت ابراہیم کے ہر قول پر امانا و صدقنا کی حقیقی مصداق تھیں، اور ہر تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہتیں۔ چھوٹے بچے اسماعیل اور ہاجرہ کو اکیلے مکہ جیسی بے آب و گیاہ زمین میں چھوڑ رہے ہیں نہ پینے کا پانی ہے اور نہ کھانے کیلئے خوراک بننے والی کوئی چیز۔ سایہ کیلئے کوئی درخت بھی نہیں۔ نہ تو کوئی انسان موجود ہے اور نہ کوئی متنفس لیکن ہاجرہ رضائے خدا، رضائے ابراہیم پر راضی

بَارِدٌ وَشَرَابٌ وَوَيْبُنَا لَهُ أَهْلُهُ وَمِثْلُهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةٌ مِّنَّا وَذِكْرِي لِأُولَى الْأَلْبَابِ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْتًا فَاصْرُبْ بِهِ وَلَا تَحْنُتْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ - " اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کیجئے۔ جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا۔ شیطان نے مجھے تکلیف اور اذیت دی ہے (ہم نے کہا) اپنے پاؤں سے (زمین پر) ٹھوکر مارو! یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے اور پینے کیلئے، ہم نے انہیں اہل و عیال دینے اور اپنی خاص رحمت سے ان کے ساتھ اتنے ہی اور دے دینے اور عقل والوں کے لئے نصیحت و عبرت قرار دی۔ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو تھام لو اسے مارو اور قسم نہ توڑو وبتحقیق ہم نے انہیں صابر پایا وہ بہترین بندے تھے بے شک وہ (اپنے رب کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔" (ص: ۴۱ تا ۴۴) حضرت ایوب کی حیران کن زندگی صبر و استقامت کی اعلیٰ مثال تھی ان کی زوجہ محترمہ کا بے مثال ایثار مشکلات میں گھرے ہوئے انسانوں کیلئے مشعل راہ ہے۔ حضرت ایوب کی فراوان دولت، کہنیاں، بھیڑ بکریاں اور آل و اولاد سب ختم ہو گئے اور وہ نان جویں کے محتاج ہو گئے، رشتہ دار اور دوست و احباب اور ماننے والے سب چھوڑ گئے وہ تن و تنہا اپنی پردہ دار زوجہ، نبی کی بیٹی زوجہ کے ساتھ زندگی گذارتے رہے ایسی کہ زوجہ لوگوں کے گھروں میں کام کاج کر کے گذر بسر کرتی رہی اور پھر دوسری طرف شماتت اعداء کا ہجوم تھا۔ حضرت ایوب سے پادریوں کا ایک وفد ملا اور کہنے لگا جناب ایوب! لگتا ہے آپ سے کوئی بہت بڑا گناہ ہوا ہے حالانکہ حقیقت یہ تھی ایوب صابر و شاکر تھے اللہ نے ان کی بہت تعریف کی تو شیطان نے کہا جب ایوب کے پاس سب کچھ موجود ہے تو وہ صبر و شکر نہ کرے تو کیا کرے؟ بات تو تب ہے جب کچھ نہ ہو تو پھر صبر کرے۔ امتحان شروع ہوا سب کچھ ختم ہو گیا یہ کہ و تنہا، بے یار و مددگار، مریض اور لاچار ہو گئے لیکن کیا کہنا عظمت زوجہ کا کہ انہوں نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ مزدوری کی زحمت اٹھائی۔ ایک دن کسی حکیم نے کہا میں دوا دیتا ہوں ٹھیک ہو جائیں گے لیکن ایک شرط ہے۔ آپ کو کہنا ہوگا کہ مجھے حکیم نے شفا دی ہے ان کی بیوی نے ہاں کر دی حضرت ایوب نے بہت برا منایا اور سزا دینے کی قسم کھا لی۔ اب جب مصائب کا تلاطم ختم ہوا اور نصیحت لوٹ آئیں تو قسم پوری کرنے کا مسئلہ پیدا ہوا خدا نے فرمایا: ایسی بے مثال زوجہ تو کسی کو نصیب نہیں ہوئی اس بے چاری کی اس قدر خدمات ہیں اس کے باوجود تم سزا کا سوچ رہے ہیں برگز نہیں بلکہ اللہ کا نام سب سے بڑا ہے تم جھاڑو لے لو اور اسے سزا کا آلہ قرار دو تاکہ قسم نہ ٹوٹے اور بات بھی پوری ہو جائے۔ ایوب نبی تھے صابر تھے عبد خاص تھے ہمیشہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے ان تمام صفات کے ساتھ وہ نبی تھے۔ کیا کہنا زوجہ ایوب کا (عورت کی عظمت) کہ سب چھوڑ گئے لیکن اس کا ایثار اور اس کی خدمت میں کوئی کمی نہیں آئی اسی لئے کہا گیا کہ اے مرد زوجہ کی اچھائی پورے گھر کو جنت میں بدل دیتی ہے عورت کی ذہانت اور اخلاق سے تیرا گھر جنت بن جاتا ہے تو بھی اچھا رہے عورت بھی اچھی رہے جبکہ آج کے زمانے میں برا گھر ہی تیرے لئے جنت بنا ہوا ہے۔ ۷۔ مادر موسیٰ - ۸۔ خواہر موسیٰ۔

آسیہ زوجہ فرعون

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ایک سو اکیس مرتبہ ہوا۔ ان کے مفصل واقعات ہیں جنہیں میں کئی حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ولادت کا مخفی ہونا، بعد از ولادت کے واقعات جس میں موسیٰ کی والدہ کا کردار، صبر و استقامت، بہن کا کردار، جدت و ہوشیاری کے ساتھ اس صندوق کا تعاقب جس میں حضرت موسیٰ سوئے ہوئے تھے اور پھر جناب آسیہ کا کردار جس نے فرعون کے دل میں ان کی محبت ڈالی اسے راضی کیا اور پھر اپنے گھر میں بہترین انداز سے موسیٰ کی پرورش کی۔ خوف کی حالت میں مصر سے روانگی اور مدین آمد، شادی و تزویج، خدمت حضرت شعیب۔ شعیب جیسی بہترین شخصیت کا سہارا ثابت ہوئی۔ شادی ہو گئی کام مل گیا اور باعزت زندگی بسر ہونے لگی۔ ۳۔ مدین سے مصر واپسی، نبوت کا علان، فرعون سے مخاطب، جاوگروں کا واقعہ اور اس میں کامیابی اور عصا کے معجزات۔ ۴۔ فرعون کے غرق ہونے کے بعد قوم میں تبلیغ، ان میں وحدت قائم رکھنا، قوم کی ریشہ دونیاں اور پھر عذاب کی مختلف صورتیں۔ ظاہر ہے سب کا تذکرہ تو ہمارے اس مختصر سے رسالہ میں مشکل ہے صرف بعد از ولادت کے چند واقعات کو آیات قرآن کی حدود میں رہتے ہوئے ذکر کریں گے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا حَفَّتْ عَلَيْهِ فَأَلْفَيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ " ہم نے مادر موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ان کو دودھ پلاو اور جب اس کے بارے میں خوف محسوس کرو تو اسے دریامیں ڈال دو اور بالکل رنج و خوف نہ کرنا کریں ہم اسے تمہاری طرف پلٹا نے والے ہیں اور اسے پیغمبروں میں شامل کرنے والے ہیں۔ وَأَصْنَحْ فُؤَادَ أُمِّ مُوسَىٰ فَارْعَا إِنَّ كَادَتْ لِتُنَدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ وَحَرَمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلَنَعْلَمَنَّ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

"ادھر مادر موسیٰ کا دل بے قرار ہو گیا قریب تھا کہ راز کو فاش کر دیتی اگر ہم نے اس کے دل کو مضبوط نہ کیا ہوتا کہ وہ یقین رکھنے والوں میں سے ہو جائے۔ اور مادر موسیٰ نے ان کی بہن (کلثوم) سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے چلی جا تو وہ موسیٰ کو (دور سے) دیکھتی رہی کہ دشمنوں کو اس کام پتہ نہ چل جائے اور ہم نے موسیٰ پر دودھ پلانے والیوں کے دودھ کو پہلے سے حرام قرار دیا تھا چنانچہ موسیٰ کی بہن نے کہا کہ میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ دوں جو اس بچے کو تمہارے لئے پالیں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔" (قصص: ۱۰ تا ۱۴) موسیٰ کے پیدا ہوتے ہی دایہ نے چاہا کہ حکومت کو خبر کر دوں کہ بچے کے نور کی چمک سے اس بچہ کی محبت پیدا ہوگئی دایہ نکلی تو حکومتی افراد گھر میں داخل ہوئے ماں نے موسیٰ کو تندور میں ڈال دیا۔ حکومتی افراد کے جانے کے بعد بچے کے رونے کی آواز آئی دیکھا کہ آتش تندور سلامتی اور برد بن چکی تھی صندوق بنایا گیا بہن ساتھ چلی ماں نے آخری بار دودھ پلا کر نیل کی موجوں کے سپرد کر دیا۔ فرعون اور اسکی ملکہ دریا کے کنارے محل میں موجود دریا کا نظارہ کر رہے ہیں صندوق نظر آیا تو حکم ہوا کہ فوراً جائیں اور صندوق لے کر آئیں۔ حضرت موسیٰ کی نجات کے لیے صندوق کا ڈھکنا کھولا گیا ملکہ نے بچہ دیکھا تو اس کی محبت نے دل میں گھر کر لیا وَقَالَتْ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ قُرَّةُ عَيْنٍ لِي وَلَكِ لَا تُقْبَلُوهُ عَسَىٰ اَنْ يَنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ۔" اور فرعون کی زوجہ نے کہا یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو ممکن ہے کہ یہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو ہم اسے بیٹا بنا لیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے۔" (قصص: ۹) اللہ کی عجیب قدرت ہے کہ آسمان وزمین کے لشکروں سے کسی قوم کو نیست و نابود کر دے یا خود مستکبرین کے ہاتھوں بربادی کا سامان ظہور پذیر ہو۔ موسیٰ کی دایہ قبطی دریا سے نکالنے والے، متعلقین فرعون ڈھکنا کھولنے والا فرعون اور پھر موسیٰ غلبہ و اقتدار، موسیٰ جوان ہو گئے، بازار میں دو آدمیوں کو لڑائی کرتے دیکھا ایک کے مدد طلب کرنے پر دوسرے کو جان لیوا مکا مارا، اب مخفیانہ طور پر مصر کو چھوڑ کر چلے۔ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تَلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي اَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْفُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمْ امْرَاتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصَدِرَ الرِّعَاءُ وَاَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ فَسَقَىٰ لِبُئْمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ اِلَى الظَّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّي لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ فَجَاءَتْهُ اِحْدَاثُهَا تَمْشِي اَعْلَىٰ اسْتَحْيَاءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِي يَدْعُوكَ لِيجْزِيكَ اَجْرًا مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَحْوَتِ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ۔" اور جب موسیٰ نے مدین کا رخ کیا اور کہا کہ اب پروردگار مجھے سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے گا اور جب وہ مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت اپنے جانوروں کو پانی پلا رہی ہے اور دیکھا کہ ان کے علاوہ دو عورتیں اپنے جانور لیے ہوئے کھڑی ہیں موسیٰ نے کہا کہ آپ دونوں کا کیا مسئلہ ہے؟ وہ دونوں بولیں جب تک یہ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کرواپس نہ چلے جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے والد بڑی عمر کے بوڑھے ہیں۔ موسیٰ نے ان کے جانوروں کو پانی پلا یا پھر سایہ کی طرف ہٹ گئے اور کہا کہ پالنے والے جو چیزیں تو مجھ پر نازل کرتا ہے میں اس کا محتاج ہوں پھر ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک حیا کے ساتھ چلتی ہوئی موسیٰ کے پاس آئی کہنے لگی میرے والد تم کو بلا رہے ہیں تاکہ تم نے جو ہمارے جانوروں کو پانی پلا یا ہے تمہیں کو اس کی اجرت دیں جب موسیٰ ان کے پاس آئے اور اپنا سارا قصہ انہیں سنا یا تو وہ کہنے لگے خوف نہ کرو تم اب ظالموں سے نجات پا چکے ہو۔" (قصص: ۲۲ تا ۲۵)

دختر جناب شعیب

حضرت شعیب کی خدمت میں موسیٰ کی آمد۔ شعیب کی طرف سے شادی کی پیش کش حق مہر کا تعین کئی سال کا کام پھر واپس روانگی۔ راستہ میں بچے کی ولادت اور نبوت کا ملنا ان واقعات میں موسیٰ کی ماں کا مامتا پر ضبط، خواہر موسیٰ کی جفا کشی اور خبرداری پھر زوجہ فرعون کا ہر مرحلہ میں حضرت موسیٰ کا تحفظ۔ ان مراحل میں عورت کی عظمت، عورت کی محبت و ایثار اور نبی کی جان کے تحفظ۔ ایسے واقعات ہیں جن سے عورت کی عظمت واضح و آشکار ہوتی ہے۔ تزویج موسیٰ قَالَتْ اِحْدَاثُهَا يَابَّتْ اسْتَأْجِرُهُ اِنَّ خَيْرَ مَن اسْتَأْجَرَ التَّالِفَاتِ الْقَوِيُّ الْاَمِينُ قَالَ اِنِّي اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى الْاَبْنَتَيْنِ عَلَيَّ اَنْ تَاْجُرْنِي تَكَلْنِي حِجَّجَ فَاِنْ اَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اَسْأَلَكَ عَلَيَّكَ سَتَجِدْنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّالِحِيْنَ قَالَ ذَلِكْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ اَيُّمَا الْاَجْلَيْنِ قَصِيْبُ فَلَاعْدُوْا نِ عَلَيَّ وَاللّٰهُ عَلَيَّ مَا نَقُوْلُ وَكَيْلٌ " ان دونوں میں سے ایک لڑکی نے کہا اے ابا اسے نوکر رکھ لیں کیونکہ جیسے آپ نوکر رکھنا ہو تو ان سب سے بہتر وہ ہے جو طاقت ور، امانت دار ہو شعیب نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں ایک کا نکاح اس شرط پر تمہارے ساتھ کروں کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو اور اگر تم دس سال پورے کرو تو یہ تمہاری مرضی ہے اور میں تمہیں تکلیف نہ دوں گا انشاء اللہ تم مجھے صالحین میں سے پاؤگے۔ موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان وعدہ ہے میں ان

دونوں میں سے جو بھی مدت پوری کروں مجھ سے کوئی زیادتی نہ ہو اور یہ جو کچھ ہم یہ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ ضامن ہے۔" (قصص: ۲۸ تا ۲۶) فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ فَلَمَّا أَتَانَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِنِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تُهَنُّرُ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّى مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَىٰ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْأَمِينِينَ أَسْلُوكَ بِكَ فِي جَبِّكَ تَخْرُجُ بِيضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ - "پھر جب موسیٰ نے مدت پوری کی اور وہ اپنے اہل کو لیکر چل دیے تو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ دکھائی دی وہ اپنے اہل سے کہنے لگے ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شائد وہاں سے کوئی خبر لاؤں یا آگ کا انگارہ لے کر آؤں تاکہ تم تاپ سکو جب موسیٰ وہاں پہنچے تو وادی کے دائیں کنارے ایک مبارک مقام میں درخت سے ندا آئی اے موسیٰ میں ہی عالمین کا پروردگار اللہ ہوں۔ اور اپنا عصا پھینک دیجیے پھر جب موسیٰ نے عصا کو سانپ کی طرح حرکت کرتے دیکھا تو بیٹھ پھیر کر پلٹے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا ہم نے کہا اے موسیٰ آگے آئیے اور خوف نہ کیجیے یقیناً آپ محفوظ ہیں اے موسیٰ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال دیجیے وہ بغیر کسی عیب کے چمکدار ہو کر نکلے گا۔" (قصص: ۲۹ تا ۳۲) حضرت موسیٰ کے واقعہ کا عجیب منظر ہے۔ ایک طرف ماں کی مامتا پھر بہن کی جفا کشی اور بھائی کے صندوق کے ساتھ چل کر اپنی محبت کا ثبوت۔ آسیہ کا اخلاص اور نور کی چمک سے اس کے دل کی روشنی پھر مصیبت میں مبتلا حضرت موسیٰ کو ان کی نیکی بے چاروں کی مدد سے اب شفیق و مہرباں بزرگ سے ملاقات۔ جس نے ان کے کام سے خوش ہو کر داماد بنا لیا۔ جہاں حضرت موسیٰ جیسے بیٹے اور داماد کی طرح آٹھ دس سال سکون سے رہے۔ قدم قدم عورت وسیلہ سکون و راحت حضرت موسیٰ بن ربی ہے۔ کیا کہنا عظمتِ عورت کا۔ (۱۱) ملکہ سبا حضرت سلیمان کی حکومت عظیم تھی چرند پرند حیوانات جن وغیرہ انکے تابع، جب سفر کرتے ہوا کے دوش پر سوار سائیاں کے طور پر پرندے بالا سر ہوتے تاکہ دھوپ سے بچ جائیں، جگہ خالی دیکھی معلوم ہوا کہ بد ہد نہیں ہے۔ ناراضگی کا اظہار کیا بد ہد نے حاضری کے بعد ملکہ سبا کی حکومت کا تذکرہ کیا۔ ارشاد رب العزت: - إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ - "میں نے ایک عورت دیکھی جو ان پر حکمران ہے اسکے پاس ہر قسم کی نعمت موجود ہے اور اسکا ایک عظیم الشان تخت ہے میں نے دیکھا کہ وہ اور اسکی قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔" (نمل: ۲۲ تا ۲۳) حضرت سلیمان نے خط دیا کہ وہاں ڈال آئے۔ خط کا مضمون اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهُ بِاسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلَمُوْا عَلٰی وَاَتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ - (ملکہ نے کہا دربار لگاؤ میری طرف ایک محترم خط آیا ہے یہ سلیمان کی جانب سے ہے اور وہ یہ ہے) خدا کے رحمان و رحیم کے نام سے شروع۔ تم میرے مقابلہ میں بڑائی مت کرو اور فرماں بردار ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔ (نمل: ۳۰ تا ۳۱) امراء و وزراء سے مشورہ کیا۔ عام طور پر بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو معزز لوگ بھی ذلیل ہو جاتے ہیں۔ طے ہوا کہ بدیہ بھیج کر دیکھا جائے کہ کیا صورت حال ہے۔ حضرت سلیمان نے بدیہ قبول نہیں کیا۔ فرمایا کون ہے۔ جو تخت بلقیس کو لائے۔ عفریت (جو جن تھا) کہنے لگا میں حاضر۔ لیکن ایک وزیر آصف بن برخیا تھا عرض کرنے لگا۔ پلک جھپکنے میں پیش کر سکتا ہوں پھر دیکھا کہ تخت سامنے موجود ہے۔ جب ملکہ بھی آگئی۔ تو اسے محل کی طرف بلایا گیا۔ ارشاد رب العزت: قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - "ملکہ سے کہا گیا محل میں داخل ہو جائیے۔ جب سامنے محل دیکھا تو خیال کیا کہ وہاں گہرا پانی ہے اور اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ سلیمان نے کہا یہ شیشہ سے مرصع محل ہے۔ ملکہ نے کہا۔ پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں سلیمان کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔" (نمل: ۴۴) جب تک یہ عورت سورج پرست تھی۔ کافرہ مشرکہ سزا کی مستوجب جب ایمان لائی۔ صالح عمل بجا لائی تو بارگاہ رب العزت میں معزز و مکرم ٹھہری۔ اصل مسئلہ ارتباط بہ خدا ہے اور یہاں مرد و عورت میں مسابقت ہے پس جو بازی لے جائے۔

حضرت مریم

ماں نے نذر مانی خیال تھا بیٹا ہوگا مگر حضرت مریم کی ولادت ہوئی۔ اللہ نے بیٹی کو بھی خدمت بیت المقدس کے لئے قبول کر لیا۔ وَاِنِّي سَمِّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّي اُعِيْدُهَا بِكَ - "میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا۔ میں اسے شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ (آل عمران: ۳۶) پھر بڑی ہو گئیں۔ خدا کی طرف سے میوے آئے۔ ذکر کیا پوچھتے۔ بتائیں۔ من عند اللہ۔ اللہ کی طرف سے ہیں حتیٰ کہ جوان ہو گئیں۔ ارشاد رب العزت ہے: وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ اِذْ اَنْتَبَدَتْ مِنْ اٰهْلِهَا مَكَانًا شَرْفِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا قَالَتْ اِنِّي اَعُوذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتُ تَقِيًّا

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَتَبِّ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ
بُوعَلَى بَيْنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا فَحَمَلْتُهُ فَانْتَبَذْتُهُ بِمَكَانًا قَصِيًّا فَأَجَانِبَهَا الْمَخَاضُ إِلَى جُدْعِ النَّخْلَةِ
قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ بَدَا وَكُنْتُ نَسِيًّا فَنَادَانِي مِنْ تَحْتِهَا أَلَا تَحْزَنِينَ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَبُرِي إِلَيْكَ بِجُدْعِ النَّخْلَةِ
تُسَاقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِينًا فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَمَا تَرِينَ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقَوْلِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَانِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ
إِنْسِيًّا فَأَنْتَ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمَلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا يَا أُخْتُ بَارُوْنَ مَا كَانَ أَبُوكَ أَمْرًا سَوِيًّا وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا فَأَشَارَتْ
إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي
بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبْرًا شَقِيًّا وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا . ()

اے محمد) اس کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے۔ جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر مشرق کی جانب گئی تھیں۔ یوں انہوں نے ان سے پردہ اختیار کیا تھا۔ تب ہم نے ان کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا۔ پس وہ ان کے سامنے مکمل انسان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ مریم نے کہا۔ اگر تو پریز گار ہے تو میں تجھ سے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس نے کہا میں تو بس آپ کے پروردگار کا پیغام رساں ہوں۔ تاکہ آپ کو پاکیزہ بیٹا دوں۔ مریم نے کہا۔ میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا۔ مجھے تو کسی بشر نے چھوا تک نہیں۔ اور میں کوئی بدکردار بھی نہیں ہوں۔ فرشتے نے کہا۔ اسی طرح ہوگا۔ آپ کے پروردگار نے فرمایا ہے کہ یہ تو میرے لئے آسان ہے اور یہ اس لئے ہے کہ ہم اس لڑکے کو لوگوں کے لئے نشانی قرار دیں۔ اور وہ ہماری طرف سے رحمت ثابت ہو اور یہ کام طے شدہ تھا اور مریم اس بچہ سے حاملہ ہو گئیں اور وہ اسے لیکر دور چلی گئیں۔ پھر زچگی کا درد انہیں کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ کہنے لگیں۔ اے کاش میں اس سے پہلے مر گئی ہوتی اور صفحہ فراموشی میں کھو چکی ہوتی۔ فرشتے نے مریم کے پیروں کے نیچے سے آواز دی غم نہ کیجئے آپ کے پروردگار نے آپ کے قدموں میں ایک چشمہ جاری کیا ہے اور کھجور کے تنے کو بلائیں تو آپ پر تازہ کھجوریں گریں گی۔ پس آپ کھائیں پئیں اور آنکھیں ٹھنڈی کریں اور اگر کوئی آدمی نظر آئے تو کہہ دیں۔ میں نے رحمان کی نذر مانی ہے۔ اس لئے آج میں کسی آدمی سے بات نہیں کروں گی۔ پھر وہ اس بچے کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لے آئیں۔ لوگوں نے کہا اے مریم۔ تو نے غضب کی حرکت کی۔ اے ہارون کی بہن۔ نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکردار تھی۔" پس مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا۔ لوگ کہنے لگے ہم اس کیسے بات کریں۔ جو بچہ ابھی گہوارہ میں ہے۔ بچے نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور مجھے نبی بنایا ہے اور میں جہاں بھی ہوں مجھے بابرکت بنایا ہے۔ اور زندگی بھر نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا ہے اور اپنی والدہ کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا قرار دیا ہے اور اس نے مجھے سرکش اور شقی نہیں بنایا۔ اور سلام ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا جس روز میں وفات پاؤں گا اور جس روز دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔" (مریم: ۱۶ تا ۳۳)

حضرت مریم خدا کی خاص کنیز بیت المقدس میں ہر وقت رہائش۔ اللہ کی طرف سے جنت کے کھانے و میوے۔ برگزیدہ مخلوق۔ بہت بڑے امتحان میں کامیاب ہوئی۔ ۳ گھنٹہ یا ۳ دن کے بچے نے اپنی نبوت اپنی کتاب اور اپنے بابرکت ہونے کی خبر دے کر کے اپنی والدہ ماجدہ کی عصمت کی گواہی دی اور بتایا مجھے والدہ ماجدہ سے بہترین سلوک کا حکم ملا ہے۔ پھر مریم کے پاؤں کے نیچے چشمہ جاری ہوا۔ خشک درخت سے تر و تازہ کھجوریں یہ اللہ کی طرف سے اظہار ہے کہ جو میرا بن جائے خواہ عورت ہو یا مرد۔ میں اس کا بن جاتا ہوں، عزت کی محافظت میرا کام، اشکالات کے جوابات میری طرف سے اور وہ سب کو ایسے برگزیدہ لوگوں (مرد ہو یا عورت) کے سامنے جھکا دیتا ہے تو میرے سامنے جھک جادنی تیرے سامنے سرنگوں ہو گی۔ حضرت مریم کی تعریف و ثناء ارشاد رب العزت ہے: **وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ** "اور (وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا اے مریم۔ اللہ نے تمہیں برگزیدہ کیا ہے اور تمہیں پاکیزہ بنایا ہے اور تمہیں دنیا کی تمام عورتوں سے برگزیدہ کیا ہے اے مریم اپنے رب کی اطاعت کرو اور سجدہ کرتی رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہو۔" (آل عمران: ۴۲-۴۳) **إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ** قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمَسِّنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ۔" جب فرشتوں نے کہا اے مریم۔ اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک کلمے کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہو گا وہ دنیا و آخرت میں آبرو مند ہوگا اور مقرب لوگوں میں سے ہوگا اور وہ لوگوں سے گہوارہ میں گفتگو کرے گا اور صالحین میں سے ہوگا۔ مریم نے کہا۔ پروردگار! میرے ہاں لڑکا کس طرح ہو گا مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے خلق فرماتا ہے۔ جب وہ کسی امر کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس سے کہتا ہے۔ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ اور (اللہ) اسے کتاب و حکمت

اور توریت و انجیل کی تعلیم دے گا۔" (آل عمران: ۴۵-۴۸) اللہ حضرت مریم کو طاہرہ، منتخب ہو اور پاکیزہ ہونے کی سند کے ساتھ عالمین کی عورتوں کی سردار قرار دے رہا ہے۔ کلمہ اللہ - روح اللہ کی ماں اعجاز خدا کا مرکز - طہارہ و پاکیزگی کا مرقع ایسے ان لوگوں کی اللہ تعریف کرتا ہے مرد ہو یا عورت۔ "عورت بھی خدا کی معزز مخلوق ہے۔"

ازواج نبی اعظم

ارشاد رب العزت: النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ - نبی مومنین کی جانوں پر خود ان سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہے اور نبی کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔" (احزاب: ۶) ازواج میں بدکرداری و زنا وغیرہ کا تصور نہیں۔ حرم رسول ہیں۔ ان میں اس طرح کی خرابی نہیں ہو سکتی۔ ارشاد رب العزت: إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَقُولْكَ عِنْدَ اللَّهِ بِمُ الْكَافِبُونَ - "جو لوگ بہتان باندھتے ہیں وہ یقیناً تمہارا ہی ایک گروہ ہے۔ اسے اپنے لئے برا نہ سمجھنا بلکہ وہ تمہارے لئے اچھا ہے۔ ان میں سے جس نے جتنا گناہ کمایا اس کا اتنا ہی حصہ ہے اور ان میں سے جس نے اس میں سے بڑا بوجھ اٹھایا اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔ جب تم نے یہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور مومنہ عورتوں نے اپنے دلوں میں نیک گمان کیوں نہیں کیا اور کیوں نہیں کہا یہ صریح بہتان ہے۔ وہ لوگ اس بات پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ اب چونکہ وہ گواہ نہیں لائے ہیں تو وہ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔" (نور: ۱ تا ۱۳) نبی اعظم کی زوجہ

(عورت) پر تہمت لگی تو سختی کے ساتھ دفاع کیا گیا تاکہ عورت کی عظمت پر داغ نہ لگ جائے اور مومن مردوں کے ساتھ مومنہ عورتوں سے بھی کہا گیا آپ لوگوں کی پہلی ذمہ داری تھی کہ دفاع کرتے۔ احکام میں دونوں برابر۔ (مرد و عورت) اللہ کے احکام امہات المومنین کے نام۔ لیکن ان میں سب عورتیں شریک ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا زِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسْرَحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَإِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ يُصَافَعْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا وَمَن يَفْعَلْ مَنكُنَّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِيهَا أَجْرًا مَّرْتَبَيْنِ وَأَعَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِن تَقِيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ - "اے نبی اپنی ازواج سے

کہدیں۔ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی آسائش کی خواہاں ہو تو او میں تمہیں کچھ مال دے کر شانستہ طریقہ سے رخصت کر دوں۔ لیکن اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور منزل آخرت کی خواہاں ہو تو تم میں سے جو نیکی کرنے والی ہیں ان کے لئے اللہ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو۔ تم میں سے جو کوئی صریح بے حیائی کی مرتکب ہو جائے اسے دگنا عذاب دیا جائیگا اور یہ بات اللہ کے لئے آسان ہے اور تم میں سے جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل انجام دے گی اسے ہم اس کا دگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کا رزق مہیا کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو۔ تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم تقویٰ رکھتی ہو تو (غیروں کے ساتھ) نرم لہجہ میں باتیں نہ کرنا کہ کہیں وہ شخص لالچ میں نہ پڑ جائے جس کے دل میں بیماری ہے اور معمول کے مطابق باتیں کیا کرو۔ اور اپنے گھر میں جم کر بیٹھی رہو اور قدیم جاہلیت کے طریقت سے اپنے آپ کو نمایاں نہ کرتی پھرو۔ نیز نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔" (احزاب: ۲۸ تا ۳۳) ان آیات میں

بعض چیزوں سے روکا گیا اور بعض کا حکم دیا گیا تاکہ غلط روی سے عورت بچ جائے اور فضائل و کمالات سے اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کرے۔ اس میں کامیابی و کامرانی کا راستہ ہے۔ قرآن مجید نے ازواج نبی میں سے دو کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ اپنی طرف سے تبصرہ کے بجائے آیات اور ان کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ ارشاد رب العزت - يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ وَإِذْ أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ م بَعْضِ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَن أَنْبَأكَ بِذَا قَالَ نَبَأْتُ الْعَلِيمِ الْخَبِيرُ إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلٌ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَنَّ مَسْلَمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ تَيَّابَاتٍ وَأَبْكَارًا - "اے نبی! تم کیوں اس چیز کو حرام کرتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے۔ (کیا اس لئے) کہ تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو۔ اللہ معاف کرنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ نے تم لوگوں کے لئے اپنی قسموں سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ اللہ تمہارا مولیٰ اور وہی علیم و حکیم ہے۔ (ترجمہ آیات از تفہیم القرآن مولانا مودودی) (اور یہ معاملہ بھی قابل توجہ ہے کہ) نبی نے ایک بات اپنی ایک بیوی سے راز

میں کہی تھی۔ پھر جب اس بیوی نے (کسی اور) وہ راز ظاہر کر دیا اور اللہ نے نبی کو اس (افشاء راز) کی اطلاع دیدی۔ تو نبی نے اس پر کسی حد تک (اس بیوی کو) خبردار کیا اور کسی حد تک اس سے درگزر کیا۔ پھر جب نبی نے اسے (افشاء راز کی) یہ بات بتائی تو اس نے پوچھا آپ کو اس کی کس نے خبر دی۔ نبی نے کہا۔ مجھے اس نے خبر دی جو سب کچھ جانتا ہے اور خوب باخبر ہے۔ اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرتی ہو (تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے) کیونکہ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں اور اگر نبی کے مقابلہ میں تم نے باہم جتھ بندی کی تو جان رکھو کہ اللہ اس کا مولیٰ ہے اور اس کے بعد جبرائیل اور تمام صالح اہل ایمان اور سب ملائکہ اس کے ساتھی اور مددگار ہیں۔ بعید نہیں کہ اگر نبی تم سب بیویوں کو طلاق دے دے۔ تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرما دے۔ جو تم سے بہتر ہوں، سچی مسلمان، باایمان، اطاعت گزار، توبہ گزار، عبادت گزار اور روزہ دار۔ خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ۔ جناب مولانا مودودی کے ترجمہ سے واضح ہو رہا ہے (اور باقی تراجم بھی اسی طرح ہی ہیں) کہ حال پتلا ہے کچھ اچھا نہیں۔ خدا خیر کرے۔ (۱۴) جناب خدیجۃ الکبریٰ (زوجہ رسول اعظم) واقعاً ایک تاریخ ساز خاتون جس نے گھر میں بیٹھ کر تجارت کی۔ مختلف دیار اور امصار میں پھیلی ہوئی تجارت کو سنبھالے رکھا۔ سب سے زیادہ مالدار۔ لیکن عرب شہزادوں، قبائلی سرداروں اور رؤساء کے پیغام ہائے عقد کو ٹھکرا کر رسول اعظم سے ازدواج کیا اور عورت کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ عورت کھلونا نہیں۔ عورت عظمت ہے۔ عورت شرافت ہے۔ عورت جانتی ہے کہ میرا شوہر کون ہو سکتا ہے۔ سب کو ٹھکرا دیا کسی کی خوبصورتی، مالدار ہونا سامنے نہیں رکھا بلکہ نور الہی کو پسند کر کے اللہ و رسول کی خوشنودی کو ترجیح دی۔ واہ رے تیری عظمت اے خدیجہ! خویلد کے اس معزز ترین خاندان کی فرد۔ جو تین پشتوں کے بعد چوتھی میں رسول اعظم سے مل جاتا ہے۔ تزویج سے قبل طاہرہ و سیدہ فریش کے لقب سے پکاری جاتی تھی۔ قال زبیر کانت تدعی فی الجاہلیہ طاہرہ استیعاب برحاشیہ اصابہ جلد ۴ ص ۲۷۹ کانت تدعی فی الجاہلیۃ بالطاہرہ و کان قیل لہا السیدہ فریش۔ (سیرت حلبیہ جلد ۱، ص ۱۸۷) حضور مدنی زندگی میں اکثر خدیجہ کا ذکر کرتے رہتے اور فرماتے تھے:- رزقنی اللہ اولادھا و حرمنی اولاد النساء۔ خدا نے خدیجہ سے مجھے اولاد عطا کی جب کہ اور عورتوں سے نہیں ہوئی، کبھی ارشاد فرماتے: امنت اذا کفر الناس و صدقتنی اذکذبتی الناس۔ (اصابہ جلد ۴ ص ۲۸۳) وہ مجھ پر تب ایمان لائیں جب کہ لوگ منکر تھے اور انہوں نے میری اس وقت تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلاتے تھے۔ تربیتی انداز میں قرآن مجید کی آیات (جن میں امہات المومنین ازواج نبی کو بعض چیزوں سے منع اور بعض کا حکم دیا گیا ہے) مدینہ میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت خدیجہ اس قدر تربیت یافتہ۔ سلیقہ شعار۔ خدا و رسول کے فرامین پر عمل پیرا۔ رسول اعظم کے اشاروں و کتابوں کو سمجھنے والی۔ رسول اعظم کی قلبی راز دار۔ کہ ان کے زمانہ میں ایسے احکام کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ وہ خود عاملہ صالحہ مومنہ کاملہ تھیں۔ تاریخ عالم میں برگزیدہ و عظیم خواتین گزری ہیں لیکن رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے معیار (بہترین عادات و خصائل۔ اعلیٰ خدمات اور عظیم قربانیوں کے عنوان سے) چار عورتیں ہی پوری اتریں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر نساء العالمین اربع۔ مریم بنت عمران و ابنۃ مزاح، امراة فرعون و خدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمد۔ (استیعاب بر حاشیہ اصابہ۔ جلد ۴، ۳۸۴) نوٹ: مریم بنت عمران، ابنہ مزاح، زوجہ فرعون، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد یہ پانچ خواتین ہوتی ہیں جبکہ حدیث میں چار بتائی گئی ہیں۔ (۱۵) امہات المومنین میں سے زینب بنت جحش جناب زینب کے ساتھ حضور کی تزویج بڑا مشکل اور حساس مسئلہ ہے اللہ کے حکم ہی نے اس مسئلہ کو انتہا تک پہنچایا، یہ تزویج اللہ کی طرف سے ہوئی۔ جناب زینب فرمایا کرتی تھیں: میرے جیسا کون ہے سب کی شادیاں رسول اعظم کے ساتھ ان کی خواہش یا والدین کی طرف سے ہوئیں اور میری تزویج براہ راست خدا کی طرف سے ہے۔ جناب زینب حضور کی پھوپھی زادہ، خاندان بنی ہاشم کی چشم و چراغ۔ لیکن حضور نے خود ان کی تزویج اپنے آزاد کردہ غلام اور پھر جس کو متبنیٰ (منہ بولے بیٹے) زید بن حارث کے ساتھ کی۔ کافی دیر ملا پ رہا لیکن اختلاف بھی رہا۔ بالآخر انہوں نے طلاق دے دی تو اللہ کا حکم ہوا کہ حضور شادی کر لیں۔ اب مشکل درپیش ہے۔

۱۔ متبنیٰ۔ (منہ بولے بیٹے) کی زوجہ سے شادی کا فیصلہ ۲۔ آزاد کردہ غلام کی مطلقہ سے شادی وہ بھی حضور کی۔ لیکن اللہ کا ارادہ حکم بن کر آیا اور خدا کی طرف سے شادی ہو گئی۔ ارشاد رب العزت ہے: وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجًا فِي أَرْوَاحِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا۔" (اور (اے رسول یاد کریں وہ وقت) جب آپ اس شخص سے جس پر اللہ نے اور آپ نے احسان کیا تھا کہہ رہے تھے۔ اپنی زوجہ کو نہ چھوڑو اور اللہ سے ڈرو۔ اور وہ بات آپ اپنے دل میں چھپا ئے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور آپ لوگوں

سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ پھر جب زید نے اس (خاتون) سے اپنی حاجت پوری کر لی۔ تو ہم نے اس خاتون کا نکاح آپ سے کر دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے شادی کرنے) کے بارے میں کوئی حرج نہ رہے۔ جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم نافذ ہو کر رہے گا۔" نبی کے لئے اس (عمل کے انجام دینے میں) کوئی مضائقہ نہیں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے۔ جو (انبیاء) پہلے گذر چکے ہیں ان کے لئے بھی اللہ کی سنت یہی رہی ہے۔ اور اللہ کا حکم حقیقی انداز سے طے شدہ ہوتا ہے۔" (سورہ احزاب آیت ۳۷-۳۸) اس میں کوئی شک نہیں کہ کائنات کی عظیم شخصیت اور سب سے برتر اور معزز شخصیت حضور کی ذات ہے۔ بعد از خدا توئی قصہ مختصر حضور کی محبت کا تقاضا۔ ان کے متعلقین سے پیار اور ان کی عزت کرنا ہے۔ لہذا ازواج نبی عزت و عظمت کی مالک ہیں۔ اللہ نے ان کو دو خصوصیات عطا کی ہیں۔ ۱۔ ازواج نبی۔ مومنین کی مائیں ہیں۔ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ۔ (سورہ احزاب آیت ۶) ۲۔ نبی کی ازواج سے اگرچہ طلاق ہو جائے کسی کو شادی کا حق نہیں۔ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُمْ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا۔ سورہ احزاب آیت ۵۳ اور ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی بھی نکاح نہ کرو۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ بے اعتدالی اور حد سے تجاوز ان سے بھی ہوا ہے حکم تھا کہ گھر میں جم کر بیٹھی رہو۔ وَادْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا۔ "اور اللہ کی ان آیات اور حکمت کو یاد رکھو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت ہوتی ہے۔ اللہ یقیناً باریک بین خوب باخبر ہے۔" (احزاب ۳۴) لیکن گھر سے باہر جانا ہوا حوآب کے کتوں نے بھونکتے ہوئے متوجہ کیا، پھر جنگ جمل کی کمان ، نبی اعظم کے خلاف جہۃ بندی۔ سازش، اللہ کی طرف سے دل ٹیڑھے ہونے کا تذکرہ۔ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلٌ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةِ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيْرٌ (سورہ تحریم: ۴) اللہ کی طرف سے دھمکی آمیز فرمان ، تم کو طلاق بھی ہو سکتی ہے اور تم سے بہتر ازواج مل سکتی ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورت بڑے گھر میں رہنے کے باوجود عورت ہی رہتی ہے۔ بڑے گھر میں آنے سے حقیقی عظمت پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن بائیں ہمہ ازواج نبی انتہائی قابل عزت ، قابل تکریم ہیں کوئی ایسا کلمہ نہ کہا جائے جو عظمت کے منافی ہو۔ خداوند عالم نے ایک طرف ازواج کی طرف سے رسول اعظم کے خلاف سازش۔ دل کا ٹیڑھا ہونے کا تذکرہ کیا ہے دوسری طرف نوح و لوط کی بیویوں کی مخالفت اور کفر کا ذکر کیا نیز زوجہ فرعون کی عظمت اور مادر عیسیٰ کی تکریم و ثناء کر کے واضح کیا ہے کہ صرف کسی نبی کی زوجہ ہو نا کافی نہیں اصل میں دیکھنا یہ ہوگا کہ فرامین خداوندی پر کس قدر عمل ہوا۔ ارتباط بہ خدا کس قدر ہے نبی کی اطاعت کا پیمانہ کیا ہے۔ مثبت پہلو رکھنے والی زوجہ انتہائی عظیم۔ منفی پہلو رکھنے والی زوجہ اپنی سزا کی مستحق۔

حضرت فاطمۃ الزہراء

رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اکلوتی بیٹی ، پر عظمت بیٹی ، معصومہ بیٹی جس کی رضا خدا کی رضا، جس کی ناراضگی خدا کی ناراضگی، باپ کا میوہ دل، جس کے متعلق حضور کا فرمان۔ فاطمہ ہی ام ایبہا۔ بغتہ منی میرا ٹکڑا امہجہ قلبی۔ دل کا ٹکڑا۔ جس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے اپنی مسند پر بٹھاتے تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی عظمت و طہارۃ قرآن میں مذکور۔ جناب فاطمہ زہراء کی عظمت کا ذکر قرآن مجید کر رہا ہے، سیدہ زہراء سلام علیہا کو قرآن نے مصطفیٰ (فاطر-۳۲) مرتضیٰ (جن، ۲۷) مجتبیٰ (آل عمر ان: ۱۷۰) اور پھر انہما رجس اور یطرحم تطہیرا سے نوازا گیا (احزاب: ۳۳)۔ فاطمہ زہرا ، ان کے شوہر اور ان کی اولاد کی محبت اجرر سالت قرار پائی۔ (شوری ۲۳) نصاریٰ نجران کے مقابل میں مباہلہ میں شرکت۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِنْ مَّ بَعْدِمَا جَاكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اٰبْنَاَنَا وَ اٰبْنَاَنَاكُمْ وَ اٰبْنَاَنَا وَ اٰبْنَاَنَاكُمْ وَ اٰنْفُسَنَا وَ اٰنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لِّعَنَةِ اللّٰهِ عَلٰى الْاَكَاذِبِيْنَ (آل عمران ۶۱) زہرا ، حسین و زینب کبریٰ کی ماں جنہوں نے جان و چادر دیکر اسلام کو زندہ و جاوید بنا دیا۔ فدک کی مالک فاطمہ ، دربار میں خطبہ دینے والی فاطمہ ، پانی جس کا حق مہر فاطمہ ، جس کی تزویج پہلے عرش علیٰ پر پھر زمین پر ہوئی۔ فاطمہ ، بس فاطمہ۔ فاطمہ ، فاطمہ ہی ہے ، فاطمہ و اولاد فاطمہ اللہ کے محبوب۔ جان کا نذرانہ پیش کرنے والے۔ جنہوں نے بچے دئیے ، بہتیجے دئیے ، بہانجے دئیے ، بھائی دئیے ، اصحاب و انصار دئیے ، جان کا نذرانہ پیش کیا۔ چادر دی ، ہتکڑیاں و طوق پہنے جن کے ہاتھ پس پشت باندھے گئے۔ سیدانیوں کو درباروں ، بازاروں میں پھرایا گیا۔ سب کچھ برداشت ، سب کچھ قبول کیوں؟ اسلام بچ جائے۔ انسانیت کی عظمت محفوظ رہے۔ انسانیت کی محافظ ، فاطمہ بنت فاطمہ ، اولاد فاطمہ۔ زینب (عورت) کی عظمت کہ حسین کے کارنامہ کو بازاروں ، درباروں میں خطبہ دے کے واضح و آشکار کیا۔ جب بھی عورت کی عظمت میں تذبذب ، شک ہو تو زینب ، رباب ، ام لیلیٰ ، کلثوم ، سکینہ کے کارنامے دیکھ لیا کرو۔ گردن جھک جائے گی۔ مرد قوام علی النساء۔ لیکن فاطمہ فاطمہ ہے۔

زینب زینب ہے۔ ان کی برابری کیسے ہو؟ عورت بیٹی، زوجہ، والدہ بیٹی اللہ کی طرف سے رحمت اور بیٹا نعمت ہے نعمت سے رحمت کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے رحمت ہی سے نظام چل رہا ہے۔ باران رحمت انسانی زندگی کے لیے عظیم تحفہ ہے بہر حال قرآن رحمت رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رحمت، رحمت جباریت و قہاریت سے زیادہ وسیع ہے اور بیٹی بھی رحمت۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: **إِذْ قَالَتْ امْرَأَةٌ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَلَمَّا وَضَعَهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَئِن لَّدُنِّي لَأُنْثَىٰ وَإِنِّي مَيْتٌهَا مَرِيمٌ وَإِنِّي أُعَذِّبُكَ بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكَ بِذَا قَالَتْ بُرَىٰ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ** (اور وہ وقت یاد کرو) جب عمران کی عورت نے کہا کہ اے پروردگار جو (بچہ) میرے شکم میں ہے اسے تیری نذر کرتی ہوں وہ اور باتوں سے آزاد ہوگا تو میری طرف سے قبول فرما بے شک تو بڑا سننے والا۔ جاننے والا ہے۔ پھر جب اسے جن چکی تو کہنے لگی، مالک میں نے تو بیٹی جنی ہے۔ اللہ کے بارے میں بہتر جانتا ہے کہ جو اس (مادر مریم) نے جنا۔ اور بیٹا اس بیٹی جیسا نہیں ہو سکتا اور میں نے اس (بیٹی) کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں چنانچہ اس کے رب نے اسکی نذر (لڑکی) کو بوجہ احسن قبول کیا اور اس کی بہترین نشوونما کا اہتمام کیا اور زکریا کو اس کا سر پر ست بنادیا جب زکریا اس کے حجرہ عبادت میں آتے تو اس کے پاس طعام موجود پاتے پوچھا اے مریم یہ (کھانا) تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے۔ وہ کہتی اللہ کے ہاں سے۔ بے شک خدا جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔" (سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۵-۳۶-۳۷)۔ عام طور پر نذر لڑکوں کی ہوتی ہے اور مریم بھی پریشان ہوئی لیکن اللہ نے اس کی نذر کو بوجہ احسن قبول فرمایا ارشاد ہو ابس الذکر کالانثی یعنی لڑکا، لڑکی جیسا نہیں ہو سکتا معلوم ہوا کہ بیٹی کی اہمیت اس کا م میں بھی (جس کی نذر کی تھی) بیٹی سے کم نہیں ہے کہ جسے بوجہ احسن قبول فرمایا گیا۔ پھر جب زکریا جیسے نبی ہی کھانا و طعام ملاحظہ فرماتے ہیں تو اللہ کی طرف سے ان نعمات کی آمد پر شکر بجالاتے۔ بیٹی کی عظمت کی دلیل بیٹی کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ خدا نے رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بیٹی ہی دی۔ صرف ایک بیٹی۔ لیکن وہ اس عظمت کی مالک کہ جب تشریف لائیں تو رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بنفس نفیس تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ جب ارشاد رب العزت ہوا: **وَأْتِذَا الْأَقْرَبِي حَقَّهُ**۔ "قربیی رشتہ داروں کو انکا حق دیا کرو۔" (بنی اسرائیل: ۲۶) تب رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جناب فاطمہ الزہرا کو فدک دے دیا۔ الدر المنثور جلد ۴ ص ۳۲۰ روایت حضرت ابن عباس۔ اسی طرح ارشاد رب العزت ہے: **قُلْ لَأَسْأَلَنَّكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ** "کہہ دیجیے کہ میں اس تبلیغ پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اپنے قریب ترین رشتہ داروں کی محبت کے۔" (سورہ شوری: ۲۳) اس آیت میں بھی قربت کا محور جناب سیدہ ہیں۔ مزید ارشاد رب العزت ہے: **إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا**۔ "اے اہل بیت اللہ کا ارادہ بس یہی ہے کہ ہر طرح کی ناپاکی کو آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسا پاکیزہ رکھے جیسے پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔" (سورہ احزاب: ۳۳) آیت تطہیر کا محور بھی جناب سیدہ دختر رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں چنانچہ وقت تعارف کہا گیا ہے ہم فاطمہ و ابوہا و بعلہا و بنوہا یعنی مرکز تعارف بیٹی ہی بن رہی ہے۔ عورت (بیٹی) کا مقام سیدہ زینب بنت علی کیوں نہ ایک اور بیٹی کا ذکر بھی کر دیا جائے جس نے باپ کے زانو پر بیٹھے ہوئے پوچھا تھا بابا آپ کو ہم سے محبت ہے۔ حضرت نے فرمایا تھا جی ہاں عرض کی یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ سے محبت بھی ہو اور بیٹی سے محبت بھی ہو پھر خود کہا ہاں۔ اللہ سے محبت۔ بیٹی اور اولاد پر شفقت ہے۔ کیا کہنا عظمت ثانی زہراء۔ کیا شان ہے دختر مرتضیٰ کی جس نے اپنے خطبات سے اسلام کو زندہ و پائندہ بنادیا۔ حق کوروز روشن کی طرح پوری دنیا کے سامنے واضح کیا کہ حسین باغی نہیں نواسہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے بہر حال تم بیٹی یعنی عورت کو کم درجہ کی مخلوق نہ سمجھو مرد کے کام کی تکمیل عورت ہی کرتی ہے عورت و مرد کا کوئی فرق نہیں ہے۔ معیار تفاضل صرف تقویٰ اور ارتباط بہ خدا ہے۔ عورت... زوجہ شادی اور تزویج فطرت کی تکمیل ہے۔ حدیث میں ہے کہ شادی کے بغیر مرد کا دین آدھا ہے تزویج سے اسکے دین کی تکمیل ہو گی۔ بعض روایات میں غیر شادی شدہ مرد کو بدترین کہا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ شراہ کم عزابکم تم میں سے بدترین افراد غیر شادی شدہ ہیں۔ (تفسیر مجمع البیان) شادی ہی سے اجتماعیت کا تصور پیدا ہوتا ہے اس وقت انسان خود سے ہٹ کر سوچنے کا سلسلہ شروع کرتا ہے قرآن مجید نے دعا کی تلقین کی ہے اے انسان یہ دعا طلب کیا کر: **رَبَّنَا بِنَا لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ** "پروردگار ہماری ازواج اور ہماری اولاد سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرما۔" (سورہ فرقان: ۷۴) ارشاد رب العزت ہے: **وَأَنْكَحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ** **إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ** "تم میں سے جو لوگ بے نکاح ہوں۔ اور تمہارے غلاموں کنیزوں

میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کردو اگر وہ نادار ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑا وسعت والا علم والا ہے۔" (سورہ نور: ۳۲) انسانیت کی بقا کے لیے سلسلہ تناسل کا جاری رہنا ضروری ہے سلسلہ تناسل کے لیے عورت اسکا لازمی جز ہے۔ انسانیت کی بقا مرد و عورت دونوں کی مرہون منت ہے مرد کی طرح عورت بھی اہمیت رکھتی ہے۔ عورت کا وجود لازمی اور ضروری ہے۔ اس لیے حکم دیا گیا کہ بے نکاح لوگوں کے نکاح کرو یعنی ایسے اسباب مہیا کرو کہ ان کی شادی ہو سکے نکاح کے اسباب وسائل مہیا کرو تا کہ صالح مرد اور صالحہ عورتوں کے ملاپ سے انسانیت کی بقا ہو۔ بہر حال اسلام نے بہترین توازن پیدا کیا اور ایسا نظام دیا جس میں ان دونوں کی عزت، عظمت اور اہمیت ظاہر ہے۔ خطبہ طلب زوجہ بھی (شادی کرنے کی خواہش کا اظہار) مرد کی طرف سے ہے برات مرد کی طرف سے ہے لیکن برات کے آنے سے نکاح کا صیغہ عورت کی طرف سے ہوگا۔ گویا عورت برات کا استقبال کر رہی ہے۔ ایجاب عورت کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اب اس عزت و احترام کے ساتھ عورت کا ورود مرد کے گھر میں ہوتا ہے تاکہ عورت (زوجہ) کی اہمیت واضح ہو جائے۔ مرد سمجھے کہ کسی نے اپنے جگر کا ٹکڑا اس کے پاس امانت کے طور پر رکھوایا ہے۔ اسی لیے تو اس لڑکی کا باپ یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ میری امانت آپ کے حوالے ہے۔

عظمت عورت بہ حیثیت زوجہ

رسول اعظم کا فرمان ہے کہ لولا علی لما کان لفاطمۃ کفو۔ علی سید الاولیاء، علی نفس رسول علی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بھائی نور علی رسول اعظم کے نور میں شریک۔ علی مدینۃ العلم، علی منبر سلو نی کے داعی، فاطمہ کے کفو صرف علی ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ فاطمہ زہرا کس قدر عظمت کی مالک ہیں۔ اے انسان عورت زوجہ کی شکل میں اب تیری مشیر، تیرے گھر کی ملکہ، تیری غم گسار، تیری عزت کا نشان، تیرے بچوں کی ماں، تیرے بچوں کی مربی، اس کی عزت کر۔ اس کی عظمت کا قائل ہو جا۔ اسی میں تیری عزت و عظمت ہے۔ عورت (والدہ) والدین (ماں باپ) کی اہمیت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اس میں بھی باپ کیساتھ عورت (ماں) کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ یہ بتایا جاسکے ماں عورت ہونے کی وجہ سے درجہ میں کم نہیں ہے بلکہ بعض روایات میں ماں کی عظمت بہتر انداز میں ذکر کی گئی ہے ارشاد ہے کہ الجنة تحت اقدام الامہات۔ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ نیز ارشاد رب العزت ہے: وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا "اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا (اور کہا) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور اپنے والدین پر احسان کرو۔" (سورہ بقرہ: ۸۳) پھر ارشاد رب العزت ہے: كَتَبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا أَنْ الْوَصِيَّةَ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ۔ تمہارے لیے یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آئے اور وہ کچھ مال چھوڑے جا رہا ہو تو اسے چاہیے کہ والدین اور رشتہ داروں کے لیے مناسب طور پر وصیت کرے۔" سورہ بقرہ: ۱۸۰ نیز ارشاد رب العزت ہے: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اگر تیرے ماں باپ میرے ساتھ شرک پر مجبور کریں جس کا تجھے کوئی علم نہ ہو تو ان دونوں کا کہنا نہ ماننا۔" (سورہ عنکبوت: ۸) اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعض آیات میں اپنی عبادت اور شرک نہ کرنے کے فوراً بعد والدین کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ "اور تم لوگ اللہ ہی کی بندگی کرو اور کسی کو اسکا شریک قرار نہ دو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔" (سورہ نساء: ۳۶) اللہ نے دس حقوق انسانی کا تذکرہ کرتے ہوئے پہلے اپنے ساتھ شرک نہ کرنے اور والدین سے اچھائی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: قُلْ تَعَالَوْا أَنُؤَلِّ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ "کہہ دیجئے او میں تمہیں وہ چیزیں بتا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کر دی ہیں وہ یہ ہیں کہ تم لوگ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور والدین پر احسان کرو۔" (انعام: ۱۵۱) مزید ارشاد رب العزت ہے: وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبُلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا وَلَا تُنْهَرُ بِهِمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَأَخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا۔ "اور تمہارے رب کے پروردگار کا فیصلہ ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بوڑھے ہو جائیں تو خبر دار ان سے اف تک نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں بلکہ ان سے عزت و تکریم سے بات کرنا اور ان کیلئے خاکساری کے ساتھ کاندھوں کو جھکا دینا اور ان کے حق میں دعا کرتے رہنا کہ پروردگار ان دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے۔" (بنی اسرائیل: ۲۳ تا ۲۴) ماں باپ کی عظمت کا کیا کہنا اللہ کا فیصلہ ہے کہ میری عبادت کرو اور پھر والدین کے ساتھ

احسان کرو۔ پھر اف کہنے تک کی اجازت نہیں ہے بہر حال اس حکم میں ماں بھی شریک ہے جیسا کہ انبیاء اور اولیاء بھی اپنی دعاؤں میں باپ کے ساتھ ماں کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت نوح کے متعلق ارشاد رب العزت ہے: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّْ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ - "پروردگار! مجھے اور میرے والدین، اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو، اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما۔" (نوح: ۲۸) اس دعا میں ماں اور ہر مومن عورت کا تذکرہ موجود ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم کے متعلق ارشاد رب العزت ہے: رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّْ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يُقَوْمُ الْحِسَابُ۔ "پروردگار! مجھے، میرے والدین اور ایمان والوں کو بروز حساب مغفرت سے نواز۔" (ابراہیم: ۴۱) حضرت سلیمان بھی اپنے معصوم اور نبی باپ کے ساتھ اپنی والدہ کو بھی دعا میں شریک کر رہے ہیں جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالدِيَّ۔ "پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجا لاؤں جن سے تو نے مجھے اور میرے والدین (ماں باپ) کو نوازا ہے۔" (احقاف: ۱۵) اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ - کو ان پر ان کی والدہ پر کیے گئے احسان کا تذکرہ فرما رہا ہے: اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسٰى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَ عَلٰى وَالدِيكَ - "جب حضرت عیسیٰ بن مریم سے اللہ نے فرمایا: یاد کیجئے میری اس نعمت کو جو میں نے آپ اور آپ کی والدہ کو عطا کی۔" (مانندہ: ۱۱۰) حضرت عیسیٰ اللہ سے اپنی ماں کے ساتھ نیکی کی خواہش کر رہے ہیں۔ وَبَرًّا بِوَالِدَاتِيْ وَ لَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا۔ (اللہ نے) مجھے اپنی والدہ کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا قرار دیا اور مجھے سرکش اور شقی نہیں بنایا۔" (مریم: ۳۲) الہی کتاب قرآن مجید کی رو سے، عورت اور مرد میں خلقت، اعمال، کردار، اخلاق، نیکی، بدی، جزا و سزا، انعام و اکرام، حیات طیبہ، وغیرہ میں سے کسی لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ اللہ نے معیار تفاضل، معیار بہتری اور معیار بلندی صرف تقویٰ اور خوف خدا کو قرار دیا ہے۔ اے انسان! عورت تیری طرح کی اور تیرے ہی جیسی انسان ہے۔ وہ بیٹی بن کر تجھ پر رحمت برساتی ہے بیوی بن کر تیرے دین اور ایمان کی تکمیل کرتی ہے اور ماں بن کر تجھے جنت کا تحفہ پیش کرتی ہے۔ جب بیٹی بنے تو خوش ہو جا کہ تجھ پر رحمت خدا کا نزول ہوا ہے جب وہ زوجہ نہیں بنی تھی تو، تو اکیلا تھا لیکن اب تجھے دوست، شریک کار، ساتھی، اور مشیر مل گیا ہے جب ماں بنی تو، تو اس کے پاؤں پکڑ کر خدمت کر کیونکہ تجھے جنت کا وسیلہ مل گیا ہے۔ خدایا تو ہم سب کو حقیقی مسلم اور مؤمن بننے کی توفیق عطا فرما۔ احکام و حقوق میں مرد و عورت کا اشتراک ارشاد رب العزت: وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْنَ بِالْمَعْرُوفِ " اور عورتوں کو بھی دستور کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔" (سورہ بقرہ آیت ۲۲۸) مدینہ سے بعض مسلمان مکہ آئے۔ مخفیانہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ان میں دو عورتیں تھیں۔ نسیبہ بنت کعب۔ اسماء بنت عمرو و ابن عدی۔ فتح مکہ کے وقت عورتوں سے باقاعدہ علیحدہ بیعت لی گئی۔ ارشاد رب العزت ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِفْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يُنْفِقْنَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْتَصِمْنَ فِيْ مَعْرُوفٍ فَبَايِعِهِنَّ وَاسْتَعْفِرْ لَهُنَّ إِنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ - "اے نبی جب مومنہ عورتیں اس بات پر آپ سے بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکاب بنائیں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان (غیر قانونی اولاد) گھڑ کر (شوہر کے ذمے ڈالنے) لائیں گی اور نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ تو ان سے بیعت لے لیں۔ اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔" (سورہ ممتحنہ: ۱۲) اسلام کی نظر میں عورت کی پہچان۔ اس عنوان سے ہے کہ اجتماعیت کا تکامل اسی وجہ سے ہے خواہ عورت بیٹی ہو، زوجہ ہو یا ماں۔ اسلامی قانون میں عورتیں، کسب معاش، تجارت، عبادت و وظائف میں مردوں کے مساوی ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ لِّلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اَكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اَكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا - "اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی تمنا نہ کیا کرو۔ مردوں کو اپنی کمائی کا صلہ اور عورتوں کو اپنی کمائی کا صلہ مل جائے گا اور اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگتے رہو یقیناً اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔" (النساء: ۳۲) آسمان و زمین کی خلقت، لیل و نہار کی آمد، رات و دن عبادت خدا، خلقت عام میں تفکر، دعاؤں کا طلب کرنا، معارف اسلامی کی معرفت اور عملی عقیدہ ان سب امور میں۔ مرد و عورت شریک۔ ثواب و جزاء کے حق دار، کسب معارف، حمل امانت الہی میں سب برابر ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے: يَوْمَ تَرٰى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ يَسْعٰى نُورُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِأَيْمَانِيْهِمْ بُشْرًا كُمْ الْيَوْمَ جَنَاتٌ تَجْرٰى مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ - "قیامت کے دن آپ مومنین و مومنات کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا (ان سے کہا جائے گا) آج انہیں ان جنتوں کی بشارت ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں تمہیں ہمیشہ رہنا ہوگا، یہی تو بڑی کامیابی ہے۔" (سورہ حدید: ۱۲) نور کی موجودگی میں

عورت مرد مساوی مدارج۔ عبادات اسلام و ایمان میں مساوی۔ ارشاد رب العزت ہے: **إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا**۔ "یقیناً مسلم مرد اور مسلمہ عورتیں۔ مومن مرد اور مومنہ عورتیں۔ اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں۔ راست باز مرد اور راست باز عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔ فروتنی کرنے والے مرد اور فروتن عورتیں۔ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں۔ روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں۔ اپنی عفت کے محافظ مرد اور اپنی عفت کی محافظ عورتیں خدا کو یہ کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں وہ ہیں جن کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔" (احزاب ۳۵) حفظ قانون، نظارت امن، باہمی اجتماع کا وجود عورت و مرد دونوں کا وظیفہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ**۔ "اور مومن مرد و مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے خیر خواہ ہیں وہ نیک کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ بڑا غالب آنے والا حکمت والا ہے۔" (سورہ توبہ: ۷۱) ازواج نبی اعظم کو حکم ہے معارف قرآن کے حصول اور آپس میں مذاکرہ کرنے کا: **وَأذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا**۔ "اور اللہ کی ان آیات و حکمت کو یاد رکھو۔ جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت ہوتی ہے۔ اللہ یقیناً بڑا باریک بین اور خوب باخبر ہے۔" (احزاب ۳۴) گویا ہر گھر میں موجود عورت کو حکم ہے معارف قرآنی کے حصول اس کی دوسری عورتوں کو ترغیب اور عمل پیرا ہونے کا۔ یہی اسلامی فریضہ ہے جو مرد و عورت دونوں نے بروئے کار لانا ہے۔ اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا جس میں عورت مرد شریک ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا** "اور کسی مومن مرد و مومنہ عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ اور اسکا رسول کسی معاملہ میں فیصلہ کریں تو انہیں اپنے معاملہ میں اختیار حاصل رہے۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔" (احزاب ۳۶) عزیز من! ان آیات سے معلوم ہو کہ مرد و عورت کا امتیاز اعمال و کردار کی بلندی و پستی کی بدولت ہے جو اللہ سے زیادہ مربوط ہو گا وہی عالی درجہ پر فائز ہو گا۔

عورت و مرد میں مساوات

معارف اسلامی، نظریات و عقائد اصول شرعیہ میں عورت و مرد برابر۔ اللہ پر ایمان و اجبات کا بجا لانا محرمانت کے ارتکاب سے بچنا نماز و زکوٰۃ خمس و حج میں مساوی وضو و غسل تیمم نیز تعلیم و تعلم دونوں کا حق تجارت و ملکیت، خرید و فروخت میں مساوات، جزا و عقاب میں برابر۔ چوری، زنا کی خرابیوں میں مساوی غرضیکہ حکم الہی سب کے لیے عورت ہو یا مرد ہو۔ انسان و انسانیت میں برابر لہذا احکام الہی میں بھی مساوی! اسلام و خانوادہ (فیملی) خاندان و خانوادہ کی نشوونما میں محبت، الفت اور باہمی تعاون ایک دوسرے کے لیے تضامین دخیل ہیں گھر کے سکون گھر کے اطمینان کے لیے یہ چیزیں لازمی ہیں۔ ارشاد رب العزت ہوتا ہے: **وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ سَكَنًا**۔ "اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے سکون کی جگہ بنایا ہے۔" (سورہ نحل: ۸۰) عورت بچے کی خواہش مرد سے زیادہ اور گھر کی خوبی کا زیادہ احساس رکھتی ہے۔ عورت ہی ہے جو گھر کو گھر بناتی ہے۔ اپنے ہشاش بشاش چہرے سے گھر کو جنت کا درجہ دے دیتی ہے، مرد کا کام گھر بنانا ہے عورت کا کام گھر سجانا ہے۔ گھر کی اہمیت اس قدر کہ فرمان رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے کہ مسجد کی طرف جانا پھر گھر کی طرف واپس آنا ثواب میں برابر ہیں۔ (الخلق الکامل: جلد 2، ص 183) ربانیت ہر وقت مسجد و محراب میں عبادت کا تصور اسلام میں نہیں۔ اسلام مسجد و گھر دونوں میں توازن کا قائل ہے کسی نبی کے لیے بھی اہم ترین نعمت زوجہ اور اولاد ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً**۔ "بتحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیجے اور انہیں ہم نے اولاد و ازواج سے بھی نوازا۔" (عد: ۳۸) اللہ نے اپنی تعلیمات کا تذکرہ کرتے ہوئے اولاد کی نسبت ازواج کی طرف دے کر عورت کی اہمیت واضح کر دی۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ نَبِيًّا وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ أَفِيَالِبَاطِلٍ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ هُمْ بِكَفَرُونَ** "اور اللہ نے تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں بنائیں اور اس نے تمہاری ان بیویوں سے تمہیں بیٹے اور پوتے عطا

فرمائے اور تمہیں پاکیزہ چیزیں عنایت کیں تو کیا یہ لوگ باطل پر ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمت کا انکار کریں گے ؟ " (سورہ نحل: ۷۲) اولاد کی نسبت عورتوں کی طرف یعنی بیویوں کی طرف کیوں ظاہر ہے کہ مرد کا مقصد جماع سے ہر وقت بچہ ہی نہیں ہوتا۔ عورت ملی ہے کہ وہ قطرہ کو اپنے رحم میں جگہ دیتی ہے اور پھر وہ بچہ کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ کھجوریں کھانے والا کھجوریں کھا کر اس کی گٹھلی پھینک دیتا ہے۔ لیکن اسی سے کھجور پید ہوتی ہے اور مالک زمین کی ملک بن جاتی ہے۔ قطرہ کو کئی ماہ پیٹ میں رکھنا اپنا خون دینا اپنی انرجی صرف کرنا ہے چاری زوجہ کا کام ہے۔ مرد تو بعد از لذت و تُلذذ اپنے آپ کو فارغ سمجھ لیتا ہے۔ بیویوں کی نسبت مرد کی طرف کہ وہ تمہاری ہی جنس سے ہیں، وحدت و یگانگی کی بہترین مثال ہے اور پھر اولاد کی نسبت زوجہ کی طرف دینے سے انسان کو متوجہ کرنا ہے کہ جنت ماں کے قدموں میں ملے گی۔ گھر اللہ کا بنایا ہوا ایک حصار ہے جس میں محبت اور الفت و پیار کا دور دورہ گھر کو جنت معاشرہ کو مثالی بنا دیتا ہے۔ گھر مرد نے بنا یا اسکو جنت عورت نے بنانا ہے مرد کاکام حفاظت اور خوبصورتی پیدا کرنا عورت کا کرشمہ ہے۔ عورت و مرد ایک دوسرے کا لباس ایک دوسرے کی عزت و تکریم ہیں کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ تم مردان کے محافظ ہونے سے ان کے متعلق سوال کیاجائے گا۔ ارشاد رب العزت ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَبْلِيْكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ - "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ، جسکالیندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اس پر تند خواہر سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اور جو حکم انہیں ملتا ہے بجا لاتے ہیں۔" (سورہ تحریم: ۶) حدیث میں ارشاد ہے کہ اس مرد پر خدا کی رحمت ہے جو نماز شب کے لیے بیدار ہوتا ہے۔ اور اپنی زوجہ کو بیدار کرتا ہے۔ تاکہ وہ بھی نماز شب پڑھ سکے۔ خدا اس عورت پر رحیم کرتا ہے جو نماز شب کے لئے خود بیدار ہو اور شوہر کو بیدار کرے تاکہ وہ بھی نماز شب پڑھ سکے۔ درحقیقت یہ کام متوجہ کر رہا ہے کہ عورت و مرد کا باہمی تعلق اس قدر قوی ہے کہ مرد چاہتا ہے عورت بھی اس کی نیکی میں ساتھی بنے۔ ساتھی عورت خواہش کرتی ہے کہ مرد بھی اس نیکی میں میرا ساتھ دے تاکہ پورے خانوادہ کے لیے جنت حق واجب بن جائے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلْتَنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَبُّهُنَّ - "اور جو لوگ ایمان لے آئے اور انکی اولاد نے بھی ایمان لانے میں انکی پیروی کی تو ان کی اولاد کو بھی جنت میں ہم ان سے ملا دیں گے اور انکے عمل میں سے ہم کچھ بھی ضائع نہیں کریں گے ہر شخص اپنے عمل کا گروہ ہے۔" (طور: ۲۱) حضرت نوح کی دعا جس میں گھر کی اہمیت اور عورت و مرد کے لیے مغفرت کی خواہش ہے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدِيْ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِيْنَ إِلَّا تَبَارًا - "پروردگار! مجھے اور میرے والدین اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو اور تمام ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو معاف فرما اور کافروں کی ہلاکت میں مزید اضافہ فرما۔" (سورہ نوح: ۲۸)

عورت اور حجاب

حجاب کے متعلق آیات قرآنی (۱) قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغْضُؤْنَ مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا يَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوْ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَابَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الْوَالِدِينَ لَمْ يَضْرِبُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - "آپ مردوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو بچا کر رکھیں یہ ان کے لیے پاکیزگی کا باعث ہے۔ اور مومنہ عورتوں سے بھی دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کر یں اور اپنی شرمگاہوں کو بچائے رکھیں اور اپنی زیبائش کی جگہوں کو ظاہر نہ کریں سوائے اسکے جو خود ظاہر ہو اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اپنے شوہروں آباء شوہر کے آباء اپنے بیٹوں، شوہر کے بیٹوں اپنے بھائیوں بھائیوں کے بیٹوں بہنوں کے بیٹوں اپنی ہم صنف عورتوں، اپنی کنیزوں، ایسے خادموں جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں اور ان بچوں کے جو عورتوں کی پردے کی بات سے واقف نہ ہوں اور مومن عورتوں کو چاہیے کہ چلتے ہوئے اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کی پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے۔ اور اے مومنو سب مل کر اللہ کے حضور توبہ کرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔ (سورہ نور: ۳۱، ۳۰) (۲) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا - "اے نبی! اپنی ازواج اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادریں تھوڑی نیچی کر لیا کریں۔ یہ امر ان کی شناخت

کے لیے (احتیاط کے) قریب تر ہو گا۔ پھر کوئی انہیں اذیت نہیں دے گا۔ اور اللہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔" (سورہ احزاب: ۵۹) (۳) وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ۔ "اور جس وقت وسائل زندگی میں سے کوئی چیز عاریتاً ان رسول کی بیویوں سے طلب کرو درمیان میں پردہ حائل ہونا چاہیے یہ کام تمہارے اور انکے دلوں کو زیادہ پاک رکھتا ہے۔" (سورہ احزاب: ۵۳) (۴) وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَائِلِيَّةِ الْأُولَى۔ "اور اپنے گھروں میں جم کر بیٹھی رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو نمایاں نہ کرتی پھرو۔" (سورہ احزاب: ۳۳) (۵) وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ "اور جو عورتیں ضعف السنی کی وجہ سے گھروں میں خانہ نشین ہو گئی ہوں اور نکاح کی توقع نہ رکھتی ہوں ان کے لیے اپنے حجاب کے اتار دینے میں کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں۔ تاہم عفت کاپاس رکھنا ان کے حق میں بہتر ہے اور اللہ بڑا سننے والا جاننے والا ہے۔" (سورہ نور: ۶۰) پردہ ہر زمانہ میں شافت و عظمت کی نشانی سمجھا جاتا رہا ہے اسلام نے اس کاحکم دے کر ایک عورت کی عظمت کی حفاظت کی ہے۔ پردہ چادر برقعہ دو پٹہ غرضیکہ ایسا کپڑا جس سے عورت کا بدن اور اس کے بال نظر نہ آئیں۔ (۱) حکم ہے کہ نرم لہجہ میں ہنستے ہوئے غیر مرد سے بات نہ کریں۔ ارشاد رب العزت ہوتا ہے: فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا۔ "نرم لہجہ میں بات نہ کرو کہیں وہ شخص لالچ میں نہ پڑ جائے جس کے دل میں بیماری ہے اور معمول کے مطابق باتیں کیا کرو۔" (سورہ احزاب: ۳۲) (۲) میک اپ بن سنور کا بازار یا باہر کسی جگہ جانامنوع، زینت صرف شوہر وں کے لیے ہونا چاہیے ہاں محرموں کے سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں۔ وَلَا يَبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ۔ "اپنی زیبائش کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر شوہر وں اور محرموں کے لئے۔" (سورہ نور: ۳۱) (۳) چلتے ہوئے کوئی ایسی علامت نہیں ہونی چاہیے جس سے لوگ متوجہ ہوں مثل پاؤں زور سے مارنا یا زیب یا اس طرح کا زیور جس سے آواز پیدا ہو پرفیوم عطریات جس سے لوگ خصوصی توجہ شروع کریں۔ ارشاد رب العزت ہوتا ہے: لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ۔ "جس سے پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے۔" (سورہ نور: ۳۱) (۴) ایسی چادر دوپٹہ اوڑھیں جس سے بدن کے اعضا سینہ گردن بال ظاہر نہ ہوں۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ۔ "اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں اور اپنی زیبائش ظاہر نہ ہونے دیں۔" (نور: ۳۱) (۵) ارشاد رب العزت ہے: يَذْنِبْنَ لِعَيْنِهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ۔ اپنی چادر اور اوڑھنی اس طرح ڈالے رکھیں تاکہ ان کی پہچان ہو سکے۔ (۶) ارشاد رب العزت ہے: فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ۔ عورتوں سے ضرورت کی کوئی چیز طلب کرنا ہو تو پردہ یا دروازے کے پیچھے رہ کر طلب کرو۔ (احزاب: ۵۳) (۷) بناؤ سنگھار کے ساتھ باہر نکلنا اسلام سے پہلے کا (جاہلیت) طور طریقہ ہے، اسلام کے بعد ایسا کرنا گویا جاہلیت کی طرف پلٹنا ہے۔ ارشاد رب العزت ہوتا ہے: وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَائِلِيَّةِ الْأُولَى "قدیم جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو نمایاں نہ کرتی پھرو۔" (سورہ احزاب: ۳۳) آخر بحث میں رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کافرمان و جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا جواب: قال رسول الله لابنته فاطمة عليها السلام ائى شئ خیر للمرئة قالت ان لا تری رجلا ولا یراها رجل۔ رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی بیٹی فاطمہ زہرا سے پوچھا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر کیا ہے؟ عرض کیا عورت مرد کو نہ دیکھے اور مرد اس عورت کو نہ دیکھ سکے۔ عورت کی عظمت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا جن کی تعظیم کے لیے رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بنفس نفیس کھڑے ہو جاتے تھے، اے بیٹی! اے ماں! جس قدر سیرت زہرا پر عمل ہوگا اسی قدر تیری عزت و عظمت ہوگی۔ قرآن مجید و ازدواج ازدواج اور نکاح مرد و عورت کے درمیان اتصال۔ جس میں حدود شرعی کو مدنظر رکھتے ہوئے جسمانی و روحانی لذت کا حصول اور نسل انسانی کی بقاء مقصود ہوتی ہے۔ النکاح سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی فطری لذت بھی حاصل اور انسانیت کی بقاء بھی موجود۔ فرمان رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (المحجة البيضاء جلد نمبر ۳ ص ۵۴ نکاح میری سنت ہے میری سنت سے روگردانی کرنے والا میرا نہیں ہو سکتا۔ نکاح کا ذکر قرآن مجید میں ۲۴ دفعہ آیا ہے۔ فطرت انسانی میں مرد بہ عنوان طالب اور ر محب اور عورت پھول اور رشمع کی حیثیت رکھتی ہے مرد۔ مائل جاتا ہے اور عورت اسکا مقصود بنتی ہے لہذا اسی فطرت کے مطابق خطبہ ازدواج کی خواہش مرد کی طرف سے ہوتی ہے، ناز و نعم میں پروردہ عورت کے لیے افتخار مرد کی بار بار آمد تاکہ قبولیت ہو جائے۔ مرد محبت خرید رہا ہے، محبت اور چاہت رکھتا ہے اس بیوی کو اپنے گھر میں لانا چاہتا ہے اور اس شمع سے اپنے گھر کو روشن چاہتا ہے یہ ہے اظہار۔ محبت اسی میں عورت کا شرف اور عورت کی عظمت ہے۔ پھر برات مرد کی طرف سے جاتی ہے تاکہ عزت کے ساتھ اپنے گھر میں اس عظیم شخصیت اس محبوبہ کو لایا جاسکے تاکہ گھر میں رونق ہو گھر میں چہل پہل ہو مرد کیلئے سکون و اطمینان ہو۔ لیکن جب صیغہ نکاح پڑھا جاتا ہے تو عورت کی طرف سے ابتدا ہوتی ہے انشاء عورت کی طرف سے اور قبول مرد کی طرف سے یہ در حقیقت مرد کا

ارشاد رب العزت ہے: **وَأْتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ بَيْنًا مَّرِيئًا** - "اور عورتوں کے مہر انکو خوشی سے دیا کرو اگر وہ کچھ حصہ اپنی مرضی سے معاف کر دیں تو اسے خوشگوااری لے کر صرف سکتے ہو۔" (سورہ نساء: ۴) مہر کی مقدار حضرت علی علیہ السلام نے اپنی زرہ بیچ کر اسکی قیمت حضور کی خدمت میں پیش کی حضور نے اسی مہر کی رقم ۴۸۰ درہم سے جہیز خریدا۔ چاندی کی قیمت جس وقت ۴۵ روپے فی تولہ تھی اس وقت ۴۸۰ درہم یعنی ۱۴۵۵۵ روپے بنتے ہیں یہی مہر فاطمی ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مہر فاطمی کے مطابق مہر ادا کرتے ہیں لیکن جہاں تک مہر شرعی کا تعلق ہے اس کی مقدار متعین نہیں بلکہ دونوں خاندانوں کی باہمی رضا مندی جس مقدار پر ہو جائے۔ وہ جائز ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَإِن أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَ بِهِنَاءٍ وَإِنَّمَا مِثْلُنَا وَمِثْلُ مِثْلِنَا وَكَفَيْتُمْ أَنْفُسَكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَأَخَذْتُمْ مِنْكُمْ مِثْلًا غَلِيظًا** "اگر تم لوگ ایک زوجہ کی جگہ دوسری زوجہ لینا چاہو اور ایک کو بہت سا مال بھی دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لینا کیا تم بہتان اور صریح گناہ کے ذریعہ مال لینا چاہتے ہو اور دیا ہوا مال تم کیسے واپس لے سکتے ہو جب کہ تم اسکے ساتھ مباشرت کر چکے ہو اور وہ تم سے شدید عہد و قرار لے چکی ہیں۔" (سورہ نساء: ۲۰-۲۱) حضرت عمر ابن خطاب نے ایک دفعہ کہا حق مہر اگر زیادہ لیا گیا تو بحق سرکار ضبط کر لیا جائے گا ایک مخدرہ نے اٹھ کر یہ آیت پڑھی اور کہا جب اللہ نے زیادہ مہر لینے کا کہا تو آپ کیسے منع کرتے ہیں۔ ظاہر ہے جب "پل" کی مندرجہ رقم ہوئی تو کافی زیادہ ہوگی۔ بہر حال حق مہر عورت کا حق ہے عورت کے لیے اللہ کی طرف سے عطیہ ہے اور مرد کی محبت کا اظہار ہے۔ ادائیگی ضروری ہے۔

وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے ارشاد رب العزت ہے: **حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمْ اللَّائِي أَرْضَعْتُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرِّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِكُمْ اللَّائِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّائِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ مَا تَبَتُّعُوا بِأَمْوَالِكُمْ مَّحْصِنِينَ غَيْرِ مُسَافِحِينَ**۔ "تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں تمہاری بہنیں تمہاری وہ مائیں جو تمہیں دودھ پلا چکی ہیں تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، تمہاری بھتیجیاں، تمہاری بھانجیاں اور تمہاری دودھ شریک بہنیں تمہاری بیویوں کی مائیں اور جن بیویوں سے تم مقاربت کر چکے ہو ان کی وہ بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں رہی ہوں۔ لیکن اگر ان سے تم نے صرف عقد کیا ہو مقاربت نہ کی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز تمہارے صلیبی بیٹیوں کی بیویاں اور دو بہنوں کا باہم جمع کرنا مگر جو پہلے سے ہو چکا ہو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے اور شوہردار عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں یہ تم پر اللہ کا فرض ہے اور ان کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال ہیں ان عورتوں کو تم مال خرچ کر کے اپنے عقد میں لاسکتے ہو۔ بشرطیکہ (نکاح کا مقصد) عفت قائم رکھنا ہو بے عفتی نہ ہو۔" ارشاد رب العزت ہے: **وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا**۔ "اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہیں مگر جو کچھ جو چکا ہے سو ہو چکا یہ ایک کھلی بے حیاتی ہے اور ناپسندیدہ عمل اور برا طریقہ ہے۔" (سورہ نساء: ۲۲)

کنیزوں سے نکاح

کافر عورتیں جو قید ہو کر آئیں ان سے بھی ان کی مالک کی اجازت سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔ ان کا حق مہر اور دوسری ضروریات آزاد عورت کی نسبت کم ہوتی ہیں۔ غلط کاری میں سزا بھی کم ہوتی ہے۔ لیکن کنیزوں سے ویسے مقاربت سے نا جائز ہے کسی کو حق نہیں کہ کنیز سے مجامعت کرے یہ کام حرام ہے البتہ نکاح جائز ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكَحِ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ فِتْيَانِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُمْ بَعْضُ فِتْيَانِكُمْ بِإِذْنِ آبَائِهِمْ وَآبَائِهِمْ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٌ غَيْرُ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخَذَاتِ أَخْدَانٍ فَإِذَا أَحْصَيْتُمْ فَإِنَّ أُمَّتَيْنِ يَفَاحِشَةً فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَلِكَ لِمَنْ حَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ**۔ "اگر تم میں سے کوئی مالی مشکلات کی وجہ سے آزاد عورتوں سے نکاح کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ تمہاری مملوکہ مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے اللہ تمہارے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا حصہ ہو لہذا ان کے سر پر ستوں سے اجازت لے کر ان کے ساتھ نکاح کرو اور شائستہ طریقہ سے ان کا مہر ادا کرو کہ وہ نکاح کے تحفظ میں رہنے والی ہوں بد چلنی کا ارتکاب کرنے والی نہ ہوں نہ در

پردہ آشنا رکھنے والی ہوں پھر نکاح میں آنے کے بعد بد کاری کا ارتکاب کریں تو انکے لیے سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں کیلئے مقرر ہے یہ اجازت اسے حاصل ہے جسے شادی نہ کرنے (سے) تکلیف و مشقت کا خطرہ حق ہو لیکن اگر صبر کرو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے رحم کرنیوالا ہے۔" (نساء: ۲۵)

نکاح متعہ

نکاح کی دو قسمیں ہیں نکاح دائمی و موقت۔ مذہب جعفریہ کے علماء کا اجماع ہے کہ نکاح متعہ جائز ہے۔ نکاح دائمی و متعہ میں چند چیز مشترک ہیں۔ (۱) عورت عاقلہ بالغہ راشدہ اور تمام موانع سے خالی ہو۔ (۲) آپس کی رضا کافی نہیں بلکہ صیغہ شرعی پڑھنا ضروری ہے۔ (۳) نکاح سے جو چیزیں عورت پر حرام ہو جاتی ہیں ان میں دونوں شریک ہیں (۴) اولاد کے سلسلہ میں دونوں برابر دائمی کی طرح متعہ میں بھی اولاد شوہر کی ہوتی ہے (۵) مہر دونوں میں ضروری ہے متعہ میں مہر کا ذکر نہ ہو تو نکاح نہیں ہو گا۔ (۷) نکاح میں طلاق کے بعد اور متعہ میں مقررہ مدت کے اختتام کے بعد عدت ضروری ہے۔ عقد متعہ اور عقد نکاح میں فرق (۱) نکاح متعہ میں مدت کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ (۲) مہر۔ نکاح متعہ کا رکن ہے اس کے ذکر کے بغیر نکاح نہیں ہو گا (۳) نکاح دائمی میں نفقہ دینا واجب ہے اور نکاح متعہ میں اگر شرط کر لی جائے تو واجب ہے۔ (۴) نکاح دائمی۔ طلاق کے بغیر ختم نہیں ہو تا متعہ مدت کے اختتام پر ختم ہو جاتا ہے۔ بہر حال دونوں ہی نکاح ہیں دونوں ہی شرعی ہیں دونوں کی حقیقت ایک ہے صرف چند امور میں فرق ہے۔ فقہاء اسلام سنی و شیعہ سب کا اتفاق ہے کہ نکاح متعہ اسلام میں مشروع۔ اور جائز قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاصَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا** "پھر جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہے ان کا طے شدہ مہر بطور فرض ادا کرو البتہ طے کرنے کے بعد آپس میں رضا مندی سے مہر میں کمی بیشی کرو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یقیناً اللہ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے۔" (سورہ نساء: ۲۴) متعہ کے جواز: مشروعیت میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں لدا مفسر کبیر فخر الدین رازی کا قول ہے۔ یہ واضح ہے اور ہم اس کے منکر نہیں کہ متعہ مباح تھا لیکن داعی ہیں کہ متعہ منسوخ ہو گیا ہے نسخ مشکوک جواز و اباحت یقینی۔ لہذا مباح ہی ہو گا۔ متعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمر ابن خطاب کے زمانہ تک جائز تھا، حضرت عمر نے منع کیا۔ ابو نضرہ کہتے ہیں عہد کہتا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، ابن زبیر متعہ ممنوع قرار دیتے ہیں۔ ابن عباس کے نزدیک جائز ہے جابر نے بتایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر حضرت عمر کے زمانہ میں متعہ کیا لیکن حضرت عمر نے کہا منع کیا۔ رسول اللہ وہی رسول ہیں۔ قرآن وہی قرآن ہے لیکن حضرت عمر نے کہا: متعتان کانتا فی عہد رسول اللہ انا انہی عنہما و اعاقب علیہا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانہ میں دو متعہ جائز تھے میں ان کو ممنوع قرار دینا ہوں اور جو ان کا مرتکب ہو گا اسے سزا دوں گا۔ (سنن بیہقی جلد ۷، ۲۰۶) رازی، بخاری، عسقلانی، اور ابن حجر وغیرہ ذکر کرتے ہیں روایت عمران ابن حصین متعہ کے متعلق آیت نازل ہوئی کسی آیت میں نسخ کیا، رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، پھر منع نہیں فرمایا پھر ایک صاحب (عمر ابن خطاب) نے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ ممنوع ہے۔ حضرت امیر کا فرمان ہے: لولان عمر رضی اللہ عنہ نہی عن المتعۃ ما زنی الا شقی (تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۱۳) ابو سعید الخدری جابر ابن عبد اللہ انصاری حضرت عمر کے نصف زمانہ تک متعہ ہو تا رہا پھر حضرت عمر نے منع کیا۔ (عمدۃ القاری للعینی جلد ۸ ص ۳۱۰) خلاصہ کلام متعہ کا جواز متفق علیہ مشروعیت اجماعی ہے نسخ ہوا یا نہیں، شدید اختلاف ہے۔ کیوں اب نہیں ہو رہا چونکہ حضرت عمر نے منع فرمایا۔ حضرت عمر کا فرمان سیاسی تھا کسی کی مرضی اس فرمان کو لے یا قرآن کے فرمان کو لے۔ **فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً**۔ پھر جن عورتوں سے تم نے عقد متعہ کیا ہے ان کا طے شدہ مہر، بطور فرض ادا کرو۔ (نساء ۲۴)

ایک سے زیادہ زوجہ

قبل از اسلام تعدد ازواج کا رواج تھا عام طور پر محبت یا بچوں کی کثرت ایک سے زیادہ ازواج کی سبب تھی۔ بعض اوقات یہ تصور بھی کہ خاندان میں عورتیں زیادہ اور مرد کم ہیں اور عورت کو تحفظ کی ضرورت ہے لہذا تعدد ازواج کا سلسلہ چل نکلا۔ اسمیں کوئی قید نہیں تھی، امراء مال دار لوگ بہت زیادہ شادیاں رچا لیتے تھے۔ جو عورت اچھی محسوس ہوتی اسے اپنے گھر لے آتے۔ اسلام نے فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی ہے تاکہ عورت کو تحفظ حاصل ہو۔ جس سے محبت بے زنا کاری میں نہ پڑ جائے یا اس کی خواہش پوری ہو جائے لیکن اس کو محدود کر دیا۔۔۔ صرف چار میں۔ پھر باقاعدہ حکم و اجازت ایک شادی کی ہے، دوسری شادی

مشروط بشرط ہے اور وہ ہے انکے مابین انصاف و عدالت۔ گویا تعداد کے لحاظ سے مہود۔ پھر عدالت سے بھی مشروط تاکہ ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسری شادی کر لی جائے لیکن انصاف کا دامن چھوٹنے نہ پاتے۔ ایسا نہ ہو کہ یہاں پہلی بیوی کے حقوق غصب۔ اور دوسری راحت و عیش میں۔ نہیں نہیں انصاف و عدالت لازم اور پھر خدائی پرستش بھی ہوگی۔ ارشاد رب العزت ہے: فانكحوا اما طاب لكم من النساء امثلى و ثلاث و ربا فان خفتم الاقدا لوا فواحدة او ما ملكت ايمانكم ذلك ادنى ان لا تعولوا۔ جو دوسری عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو یا تین یا چار سے نکاح کر لو۔ تمہیں خوف ہو کہ ان میں عدل نہ کر سکو گے کہ تو ایک ہی عورت یا لونڈی جس کے تم مالک ہو کافی ہے۔ یہ ناانصافی سے بچنے کی بہتر بین صورت ہے۔ (نساء، ۳) جو رواج پہلے چل رہے تھے کہ لوگ کثرت سے شادیاں رچاتے تھے بعض تو سو سے بھی زیادہ شادیاں کر لیتے تھے۔ اسلام نے اسے دو شرطوں سے مشروط کر دیا۔ (۱) صرف چار تک محدود کر دیا۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی۔ (۲) عدالت و انصاف لازمی ہے عدم انصاف کا خوف ہو تو دوسری شادی جائز نہیں یہ سب کچھ کیوں ہے سہارا عورت کو سہارا مل جائے کثرت سے عورتوں کا نکاح ہو جائے۔ کسی کی چاہت دل میں ہے تو غلط راستہ کی بجائے صحیح راستہ سے خواہش پوری ہو جائے۔ آج مغرب کی حالت دیکھیں بعض ممالک میں ۳۵ فیصد سے زیادہ حرام زادے موجود ہیں۔ عورت کھلونا بن چکی ہے کمائی کا ذریعہ بن گئی ہے۔ عورت کی بے چارگی اس قدر کہ اس کا کوئی سہارا نہیں چند دن اس کو ساتھ پھر آیا پھر چھوڑ دیا پھر کہیں اور... عظمت عورت کا تقاضا اچھے مرد کا ساتھ ہے جو عزت کا محافظ، غیرت کا محافظ اور ضروریات زندگی کا ضامن ہو۔ یہ ہے عورت کی شان

مرد عورت کا گھر

اس میں کوئی شک نہیں کہ گھر میں مرد عورت بچے موجود ہوتے ہیں نظام ایسا مثالی ہونا چاہیے کہ یہ گھر جنت بن جائے اکھاڑہ نہ ہو جس میں ہر وقت خرافات لڑائی جھگڑا اور چیخ و پکار ہو ظاہر ہے کہ ایک سربراہ ہونا چاہئے کہ اختلاف کی صورت میں اسکی بات سب کے لیے قابل قبول ہو اسلام نے سربراہی مرد کو دی ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: الرَّجَالُ قَوَامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ مَرَدٌ عَوْرَتُونَ عَلَى مَا حَفِظُوا لَهُنَّ وَبِئْسَ مَا كَانَتْ يَفْعَلُنَّ الْفِئْتَامُ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانُوا كَافِرِينَ (سورہ نساء: ۳۴) اچھی عورت جس کے وجود سے گھر جنت بن جائے جس کی خوش اخلاقی کی وجہ سے مرد گھر میں آنے پر خوشی محسوس کرے۔ ان کی صفات قرآن مجید نے بیان کی ہیں ارشاد رب العزت ہے: عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكَ مِثْلُ الْمُؤْمِنَاتِ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ - اگر بنی تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ ان کا رب تمہارے بدلے انہیں تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائے (بہتر بیویوں کی صفات) وہ عورتیں جو مسلمان مومنہ اطاعت گزار تو بہ کرنے والی عبات گزار رب پر بھروسہ رکھنے والی ہوں۔ (تحریم، ۵) ارشاد رب العزت ہے: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْنَ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ - "عورتوں کو بھی دستور کے مطابق ویسے ہی حقوق ہیں جو مردوں کو حاصل ہیں اللہ کی طرف سے مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے۔ اللہ بڑا غالب آنے والا حکمت والا ہے۔" (سورہ بقرہ: ۲۲۸) گھر کی چار دیواری میں نظام عورت نے چلانا ہے۔ مرد کا حق عورت اسکی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے کھانا پکا نا صفائی کرنا دوسرے گھر کے دوسرے کام کاج کرنا عورت کا فضل ہے مہربانی ہے اچھائی ہے نہ کہ واجبات میں سے ہیں اس میں مرد عورت برابر کے انسان ہیں۔ تیری تکمیل تیری نسل کی بقا کا دارو مدار عورت پر ہے تیرے گھر میں تیری دعوت پر دوست کی حیثیت سے بیوی کی حیثیت سے شریک کار کی حیثیت سے آئی ہے۔ نوکرانی نہیں کنیز نہیں اچھا برتاؤ کرو یاد رکھو مرد ناراض تو عورت جنت سے دور عورت کے حقوق ادا نہیں ہوتے تو مرد جنت سے بے بہرہ رہے گا۔

نشوزہ (نافرمان) عورت

ایک ہی جگہ ایک ہی گھر میں رہنے والے انسان آپس میں اختلاف بھی کرتے ہیں اور کبھی کبھی اختلاف لڑائی جھگڑے میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے عورت خیال کرے کہ مرد کی توجہ میری طرف نہیں مرد مجھ سے نفرت کر رہا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا اگر کسی عورت کو اپنے شوہر

کیطرف سے بے رخی کا اندیشہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں کہ دونوں (عورت و مرد صلح کی خاطر اپنے کچھ حقوق سے صرف نظر کر کے) اور صلح کر لیں اور صلح تو بہر حال بہتر ہی ہے اور بخل تو ہر نفس کے سامنے دھرا رہتا ہے۔ لیکن اگر تم نیکی کرو تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تمہارے سارے اعمال سے یقیناً خوب واقف ہے۔ (سورہ نساء ۱۲۸)

اختلاف کی بنیاد عام طور پر ذات اور انا ہوتی ہے۔ باہمی رفاقت کے لیے اگر اس سے صرف نظر کیا جائے تو مصالحت ہو جاتی ہے مصالحت کے ساتھ اکٹھے وقت گزارنا ہی اچھائی بردباری اور کامیابی کی علامت ہے۔ عورت نافرمان ہو جائے تو اسکا طریقہ کار قرآن میں ارشاد ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَاللَّائِي تَخَافُونَ نُشُورَ رَبِّكُمْ فَعِظُوهُنَّ وَأُجْرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا (۳۴) وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَنِيهِمَا فَأَبْغُوا حَكْمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكْمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا" اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں خوف ہو تو انہیں نصیحت کرو اور اگر وہ باز نہ آئیں تو اپنی خواہگاہ سے الگ کر دو پھر بھی نہ سمجھیں تو انہیں مارو پھر اگر وہ فرمانبردار بنا جائیں تو ان کے خلاف بہانہ تلاش نہ کرو یقیناً اللہ بالا تر اور بڑا ہے۔ اور اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کا اندیشہ ہو تو ایک منصف مرد کے رشتہ داروں میں سے مقرر کرو اور ایک منصف عورت کے رشتہ داروں میں مقرر کرو اور اگر وہ دونوں ان کے درمیان صلح کی کوشش کریں تو اللہ ان کے درمیان اتفاق پیدا کرے گا یقیناً اللہ بڑا علم والا ہے اور باخبر۔" (سورہ نساء ۳۴-۳۵) کردار سازی عورت مرد کی اچھائی، نیکی تقویٰ اور پرہیزگاری میں ہے۔ عورت کے لئے کسی اور مرد سے تعلق رکھنا بہت بڑا گناہ ہے اور اسی طرح مرد کے لئے بھی۔ شرافت و دیانت مردو عورت کا زیور ہے عورت مرد میں جب کردار کی خرابی پیدا ہو جائے وہ بدکردار ہو جائیں تو اسلام نے اس غلط کام کی بیخ کنی کیلیے سخت سزا معین کی ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُسْرِكْنَ بِاللهِ شَيْئًا وَلَا يُسْرِقْنَ وَلَا يُزْنِينَ" اے نبی! جب مومنہ عورتیں اس بات پر آپ سے بیعت کرنے آپ کے پاس آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکاب کریں گی تو (آپ بیعت لے لیں۔" (سورہ ممتحنہ آیت ۱۲) ارشاد رب العزت ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَةَ إِنَّهَا كَانَتْ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا" اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یقیناً یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔ (سورہ اسرا نیل: ۳۲) ارشاد رب العزت ہے: الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ عَلَيْهِمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ"۔ زنا کار مرد اور عورت دونوں کو ایک سو کوڑے مارو اور دین خدا کے معاملہ میں تم کو ان پر ترس نہ آنا چاہیے اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور انکی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت موجود رہے۔ (سورہ نور: ۲) زنا کی سزا سخت ہے لیکن زنا ثابت نہ ہونے پر تہمت کی سزا بھی بہت زیادہ ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ" اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں پھر اس پر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسی (۸۰) کوڑے مارے جائیں اور انکی گواہی (پھر کبھی) ہرگز قبول نہ کرو اور یہی فاسق لوگ ہیں سوائے ان لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اس صورت میں اللہ بڑا معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔" (سورہ نور ۵-۴)

ارشاد رب العزت ہے: الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحَرَمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ"۔ زانی مرد صرف زانی یا مشرک سے نکاح کرے گی اور یہ کام مومنوں پر حرام کیا گیا ہے۔ (سورہ نور: ۳) زنا بہت ہی گھناؤنی برائی ہے زنا نسل کی خرابی۔ زنا سے برکت کا اٹھ جانا۔ زنا بارانِ رحمت کا انقطاع۔ ایسے خاندان میں نکاح نہ ہو جن کی شرافت مسلم نہیں، ایسے نکاح بدکاروں کو ہی راس آتے ہیں۔ شرفاء کو چاہیے کہ شریف گھرانہ تلاش کریں اگرچہ وہاں افلاس نے سایہ ڈال رکھا ہو لیکن بدکاروں سے نکاح و ارتباط نہ کریں۔

عورت کے احکام

حيض فطرت کے مطابق ہر عورت کے لیے مخصوص ایام ہوتے ہیں جن میں وہ خون دیکھتی ہے۔ خون کی تین صورتیں ہیں حیض استحاضہ نفاس۔ حیض سرخ رنگ سیاہی مائل تیزی جلن اور حرارت رکھتا ہے جس کی مدت کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے (حسب العادت عموماً ۷-۶ دن ہوتا ہے جو عورت کے مزاج پر موقوف ہے۔ استحاضہ عام پور زرد رنگ پتلا تھنڈا اور دباؤ۔ جلن سوزش کے بغیر باہر آتا ہے اس کی مقدار و مدت معین نہیں ہے۔ نفاس وقت زچگی خون کا آنا، یہ ایک منٹ کے لیے بھی ہو سکتا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور عام طور پر حیض کی عادت کے مطابق ہوتا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَدَىٰ فَأَعْتَرُوا النِّسَاءَ فِي

الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرُبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهَرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ - "وہ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے یہ ایک گندگی ہے پس حیض کے دنوں میں عورتوں سے کنارہ کش رہو اور وہ جب تک پاک نہ جائیں ان کے قریب نہ جاؤ پس جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اس طریقہ سے جاؤ کہ جس طرح تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں ہے اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" (سورہ بقرہ : ۲۲۲) ارشاد رب العزت ہے: نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلِّمُوا أَنْتُمْ مِلًّا فُوهُ وَيَسِّرِ الْمُؤْمِنِينَ - "تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ نیز اپنے لئے نیک اعمال کو آگے بھیجو اور اللہ کے عذاب سے بچو اور یاد رکھو تمہیں ایک دن اسکی بارگاہ میں جانا ہے۔ اور اے رسول ایمانداروں کو (نجات کی) بشارت سنا دو۔" (سورہ بقرہ ۲۲۳) اللہ نے عورت اور مرد کے درمیان کھیت اور کسان کا تعلق قرار دیا ہے کسان کھیت میں تفریح سیر سیاحت کے لیے نہیں جاتا بلکہ اس لیے جاتا ہے کہ پیداوار حاصل کرے نسل انسانی کے کسان کو انسانیت کی اس کھیتی میں نسل کیلیے جانا ہے نیز سابقہ آیت میں فرمان ہے کہ فأتوہن من حیث امرکم اللہ ان کے پاس اس طرح جاؤ جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ دبر میں وطی جائز نہیں اس سے اجتناب کیا جائے قدموا لانفسکم وہ نسل چھوڑ جائے جو آپکی آخرت کے لیے کام آئے وہ تربیت یافتہ ہو تاکہ آپ کو یاد رکھے۔ ایلاء میاں بیوی کے درمیان جدائی کے سلسلہ میں ایلاء وہ رسم ہے جو زمانہ جاہلیت میں عام تھی۔ ایلا کا مفہوم میاں بیوی والے تعلقات ترک کرنے کی قسم کھانا ہے جو انسان (میاں) اپنی بیوی سے ناراض ہوتا تو قسم کھا لیتا کہ میں جماع نہیں کروں گا۔ وہ اپنی بیوی کو اپنے اس غیر انسانی سلوک سے ایک شدید عذاب میں مبتلا کر دیتا، نہ رسمی طور پر طلاق دیتا ہے نہ ہی اس کے قریب بھٹکتا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبْتُمْ فَلُوْبِكُمْ وَاللَّهُ عَفُورٌ حَلِيمٌ لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصٌ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ فَإِنِ فَاتُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ - اور اللہ کو اپنی ان قسموں کا نشانہ مت بناؤ جن سے نیکی کرنے تقویٰ اختیار کرنے اور رلوگوں میں صلح و آشتی سے باز رہنا مقصود ہو اور اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اللہ ان قسموں پر تمہاری گرفت نہیں کرتا جو تم بے توجہی سے کھاتے ہو یا جو قسمیں سچے دل سے کھاتے ہو ان کا مواخذہ ہو گا اور اللہ خوب درگزر کرنے والا بردبار ہے جو لوگ اپنی عورتوں سے الگ رہنے کی قسم کھاتے ہیں ان کے لیے چار ماہ کی مدت ہے اور اور اگر (اس دوران) رجوع کریں تو اللہ یقیناً معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (سورہ بقرہ ۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶) ایسے شخص کو چار ماہ کی مدت دی جائے گی قسم توڑے اور تعلق قائم کر لے یا طلاق دے ڈالے، تعلق روابط پیدا کرنے کی صورت میں کفارہ لازم ہے جو کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلا نا یا دس مسکینوں کو لباس دینا ہے۔

ظہار

شوہر بیوی سے کہے انت علیٰ کظہر امی تم میری ماں جیسی ہو یا اس طرح کا کوئی لفظ جس میں بیوی کو ماں جیسا قرار دے زمانہ جاہلیت میں یہ طلاق تھی اسلام نے اس کا کفارہ معین کیا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ مَبْصِيرٌ الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مَنْ نِسَائِهِمْ مَا بُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُورٌ غَفُورٌ وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مَنْ قَبْلَ أَنْ يَتَمَاسَا ذَلِكَ تَوْعُظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فِإِطْعَامُ سِتِّينَ مَسْكِينًا ذَلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ "اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی اور اللہ آپ دونوں میں گفتگو سن رہا تھا اللہ یقیناً بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (انہیں ماں کہہ دیتے ہیں) وہ ان کی مائیں نہیں انکی مائیں تو صرف وہی ہے جنہوں نے انہیں جنابے۔ اور بلاشبہ یہ لوگ ناپسندیدہ باتیں کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور اللہ یقیناً بڑا درگزر کرنے والا مغفرت کرنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنے قول سے ہٹ جائیں تو انہیں باہمی مقاربت سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا چاہیے اس طرح تمہیں نصیحت کی جاتی ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے پس جسے غلام نہ ملے وہ باہمی مقاربت سے پہلے متواتر دو ماہ کے روزے رکھے اور جو ایسا بھی نہ کر سکے وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یہ اس لیے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں اور کفار کیلئے درد ناک عذاب ہے۔" (سورہ مجادلہ ۱-۴)

ولادت و رضاعت

بعد از شادی جو بچہ متولد ہووہ انہی ماں باپ کا ہو گا خدانخواستہ زناکاشانہ ہو تب بھی بچہ باپ کا ہی سمجھا جائے گا۔ ان امہاتہم الّا لای ولدنہما کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے اور باپ وہی ہے جو شوہر ہے الولد للفراش ولد ماهر الحجر بچہ شوہر کا ہوتا ہے زانی کے لئے پتھراؤ کی سزا ہے۔ استقرار نطفہ کے بعد سقط کرانا ناجائز اور حرام ہے سقط کرانا قتل سمجھا جائے گا۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا "اور تم اپنی اولاد کو تنگ دستی کے خوف سے قتل نہ کرو ہم انہیں رزق دیں گے اور تم کو بھی ان کا قتل یقیناً بہت بڑا گناہ ہے۔" (سورہ بنی اسرائیل: ۳۱) عورت بیما رہو معاملہ دائر ہو بچہ بچ جائے یا بچے کی ماں سقط نہ کرانے کی صورت میں ماں کی زندگی کو خطرہ ہے تو سقط میں حرج نہیں ارشاد رب العزت ہے لِأَتَضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَالِدِهِ . ماں کو بچہ کی وجہ سے تکلیف میں نہ ڈالا جائے اور نہ باپ کو اس بچہ کی وجہ سے ضرر پہنچایا جائے (سورہ بقرہ: ۲۳۳) خرچ اخراجات کے معاملہ میں بھی اور زندگی کے معاملہ میں بھی شادی کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو تو باپ ہی کا ہو گا کسی اور کا نہیں! ارشاد رب العزت ہے: وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْبًا وَوَضَعَتْهُ كُرْبًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا . "ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ پر احسان کرنے کا حکم دیا اسکی ماں نے تکلیف سے کراسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور تکلیف اٹھا کر اسے جنا اور اسکے حمل اور دودھ چھڑانے میں تیس ماہ لگ جاتے ہیں دودھ پلانا دو سال حمل چھ ماہ ہو جائیں گے۔ ۳۰ ماہ رضاعت دودھ پلانے۔" (سورہ احقاف: ۱۵) بچہ کا حق ہے کہ اسے دو سال دودھ پلایا جائے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنَمِّىَ الرِّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لِاتِّكْفُفِ نَفْسٍ إِلَّا وَسْعَهَا لِاتِّضَارَّ وَالِدَتِمْ يَوْلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ يَوْلَدُهَا وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ . "اور رمانیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں (یہ حکم) ان لوگوں کے لئے ہے جو پوری مدت دودھ پلوانا چاہتے ہیں اور بچے والے کے ذمے دودھ پلانے والی ماؤں کی روٹی کپڑا معمول کے مطابق ہو گا کسی پر اسکی گنجائش سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے نہ ماں کو بچہ کی وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے اور نہ باپ کو اس بچہ کی وجہ سے کوئی ضرر پہنچایا جائے اور اس طرح کی ذمہ داری وارث پر بھی ہے۔ پھر اگر طرفین باہمی رضا مندی اور رمشورے سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔" نیز "اگر تم اپنی اولاد کو (کسی اور سے) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ تم عورتوں کو معمول کے مطابق طے شدہ معاوضہ ادا کرو اور اللہ کا خوف کرو اور رجان لو کہ تمہارے اعمال پر اللہ کی خوب نظر ہے۔" (سورہ بقرہ: ۲۳۳) کسی عورت سے دودھ پلویا جائے تو وہ رضاعی ماں کہلوانے گی۔ ارشاد رب العزت ہے: وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّائِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ . اور وہ مائیں جو تمہیں دودھ پلوا چکی ہیں اور تمہاری دودھ شریک نہیں۔ (سورہ نساء: ۲۳) رضاعی ماں، ماں ہے اور رضاعت کا سلسلہ خاندان میں جاری رہے گا۔ دودھ پلانے کے لیے اجرت بھی دینی چاہیے ارشاد رب العزت ہے: فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ . اگر وہ تمہارے کہنے پر دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اجرت دے دیا کرو۔ (سورہ طلاق: ۶) خواہ چپقلش کے بعد ماں دودھ پلا رہی ہو اور راجرت کی طلبگار ہو یا اور رکوئی عورت دودھ پلانے والی ہو ماں کی طرح دودھ پلانے والی بھی (رضاعی) ماں کہلانے گی۔

لعان

میاں بیوی کے درمیان ایک خاص مبالغہ کو لعان کہتے ہیں جس کا اثر یہ ہے کہ شرعی حد سے بچاؤ ہو جاتا ہے اور رچے کی نفی ہو جاتی ہے۔ مرد اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ مقاربت کرتے دیکھتا ہے اور کہتا ہے عورت نے بد کاری کی ہے گواہ پیش نہیں کرتا عورت انکاری ہے نیز مرد یہ کہتا ہے بچہ میرا نہیں عورت مدعی ہے کہ بچہ اسکا ہے اللہ نے اسکا حل لعان کی صورت میں پیش کیا۔ مرد اپنا بیان چار دفعہ دہرائے چار دفعہ گواہی دے پانچویں دفعہ جھوٹے ہونے میں اپنے اوپر اللہ کی لعنت کا تذکرہ کرے یہی کام عورت کرے۔ حد جاری نہیں ہو گی اور رچہ کی بھی نفی ہو جائے گی۔ ارشاد رب العزت ہے: وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شَهَادَةٌ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَسَبَّاهُ أَزْوَاجَهُمْ بِمَا يَشَاءُ اللَّهُ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْحَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعٌ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْحَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ . "اور رجو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو انہیں سے ایک شخص یہ شہادت دے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اگر وہ

جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو اور عورت سے سزا اس صورت میں ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ سچا ہے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی (تو تمہیں اس کی خلاصی نہ ملتی) اور یہ کہ اللہ بڑا توبہ کو قبول کرنے والا اور حکمت والا ہے۔" (سورہ نور : ۶ تا ۹) صیغہ طلاق کے بغیر عورت مرد کا باہمی رابطہ ختم اور بچہ کی مرد سے نفی ہو جائے گی دونوں سے حد ٹل جائے گی یعنی مرد سے حد قذف (تہمت) ۸۰ کوڑے اور عورت سے حد زنا ۱۰۰ کوڑے ٹل جائیں گے۔

طلاق

طلاق امر شرعی ہے لیکن اللہ وصل کو پسند کرتا ہے فصل کو نہیں ملاپ کو پسند کرتا ہے انقطاع کو نہیں مل جل کر رہنے اتحاد و اتفاق کے ساتھ زندگی گزارنے کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ جدائی، تفریق بچوں کی پریشانی خاندان میں باہمی عداوت کا موجب طلاق بارگاہ خداوندی میں نا پسندیدہ ہے لیکن اگر کوئی صورت وصل کی نہیں تو پھر حکم ہے کہ اچھے انداز سے اچھے طریقے سے لڑائی جھگڑا کئے بغیر جدا ہو جانا چاہیے جدا ہونے کا نام طلاق۔ طلاق مقاربت سے پہلے۔ ارشاد رب العزت ہے: لَأَجْنَحَ عَلَيْكُمْ إِن طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمُؤْسَبِقِ فَذَرَهُنَّ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ وَإِن طَلَقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَوَيْسَتْ لِمَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بَيْنَهُمَا عِدَّةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ۔ "اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم عورتوں کو ہاتھ لگانے اور مہر معین کرنے سے پہلے طلاق دے دو اس صورت میں انہیں کچھ دے کر رخصت کرو مالدار اپنی وسعت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی حیثیت کے پیش نظر دستور کے مطابق دے یہ نیکی کرنے والوں پر حق ہے۔ اور اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے سے قبل اور ان کے لیے مہر معین کر چکنے کے بعد طلاق دے دو تو اس صورت میں تمہیں اپنے مقرر کردہ مہر کا نصف ادا کرنا ہو گا مگر یہ کہ وہ اپنا حق چھوڑ دیں یا جس کے ہاتھ میں عقد کی گرہ ہے وہ حق چھوڑ دے اور تمہارا اس مال چھوڑ دینا تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے اور تم آپس کی فضیلت کو نہ بھولو یقیناً تمہارے اعمال پر اللہ کی خوب نگاہ ہے۔" (سورہ بقرہ : ۲۳۶-۲۳۷) عورت غیر مدخولہ (یعنی مقاربت نہ کی گئی) کو طلاق دینے کی صورت میں نصف حق مہر دینا ہو گا۔ طلاق مقاربت کے بعد ارشاد رب العزت ہے: وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلْيَعْنَ النِّسَاءَ فَلْيَعْنَ أَجْلِهِنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرَخُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا تَمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوعًا وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ لِيَعْظَمَكُمْ بِهِ وَآتُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بَكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ "اور رجب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ عدت کے آخری دنوں میں پہنچ جائیں تو انہیں یا تو شائستہ طریقے سے اپنے نکاح میں رکھو (رجوع کر لو) یا شائستہ طور پر رخصت کر دو اور رخصت کر دینے کی خاطر۔ زیادتی کرنے کے لیے۔ انہیں روکے نہ رکھو اور رجوع کرے گا وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا اور تم اللہ کی آیات کا مذاق نہ اڑاؤ اور اللہ نے جو نعمت تمہیں عطا کی ہے اسے یاد رکھو اور (یہ بھی یاد رکھو) کہ تمہاری نصیحت کے لیے اس نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے۔ اور اللہ سے ڈرو اور یہ جان لو کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔" (سورہ بقرہ : ۲۳۱) طلاق دینے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ بالغ عاقل بالاختیار ہو اپنی مرضی سے طلاق دے مجبور شدہ شخص سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ عورت ایام حیض میں نہ ہو دو عادل گواہ طلاق کے وقت موجود ہوں عادل جن کے گناہ و برائی کا کسی کو علم نہ ہو اور عمومی شہرت اچھی ہو پھر صیغہ طلاق پڑھا جائے ان شرائط میں سے کوئی ایک مفقود ہو جائے تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔

تین طلاقیں

ایک ہی نشست میں ایک ہی طلاق ہوتی ہے خواہ صیغہ جس قدر تعداد میں پڑھا جائے جیسے نکاح کے صیغے بار بار پڑھنے سے نکاح ایک ہی ہوتا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَمَا سَاكُم بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَجُزُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْنًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُعِيْبَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ حَفِظْتُمَا أَلَّا يُعِيْبَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ "طلاق دو بار ہے یا تو پھر شائستہ طور پر عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھ لیا جائے یا اچھے پیرائے میں انہیں رخصت کر دیا جائے اور یہ جائز نہیں کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ لے لو مگر یہ کہ زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہیں رکھ سکیں گے پس اگر تمہیں خوف ہو کہ زوجین اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو (اس مال میں) کوئی مضائقہ نہیں جو

عورت بطور معاوضہ دے (کر خلع کرانے) یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں سو ان سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ حدود الہی سے تجاوز کرتے ہیں پس وہی ظالم ہیں۔" (سورہ بقرہ: ۲۲۹) جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تین ماہ گزر گئے عورت جدا ہو گئی اب وہ پھر نکاح کر سکتا ہے (یہ ہے ایک طلاق) اختلاف ہو اطلاق کی نوبت آگئی طلاق دیدی تین ماہ گزر گئے اب پھر نکاح کر سکتا ہے (یہ ہیں دو طلاقیں) اب اگر پھر ضرورت محسوس ہوئی کہ طلاق دے اور طلاق کے بعد تین ماہ گزر گئے اب اس کو پھر نکاح کرنے کا حق نہیں ہے مگر حلالہ کے بعد۔ ارشاد رب العزت ہے: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ۔" (اگر تیسری بار) طلاق ہوگئی تو یہ عورت اس مرد کے لیے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے ہاں پھر اگر دوسرا شوہر اسے طلاق دے (اپنی مرضی اور اختیار سے) اور وہ عورت و مرد دونوں ایک دوسرے کی طرف رجوع کریں تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ انہیں امید ہو کہ وہ حدود الہی کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ ہیں اللہ کی مقرر کردہ حدود جنہیں اللہ دانشمندیوں کے لیے بیان کرتا ہے۔" (سورہ بقرہ: ۲۳۰) مفتی اعظم شیخ محمود شلتوت رئیس جامعہ ازہر نے بھی اسی مسلک کو قبول کیا ہے۔ فرمایا میں نے ایک عرصہ مشرق کے کالج میں مذاہب کی تحقیق میں لگا رہا اور انکے درمیان موازنہ و مقابلہ میں مصروف رہا کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ میں کئی مسائل میں مختلف مذاہب کے آراء و نظریات کی طرف رجوع کرتا بہت سے مقامات پر میں نے شیعہ مذہب کے استدلال کو محکم اور استوار دیکھا تو ان کے سامنے جھکا اور میں نے ان میں اہل اسلام غور و فکر کرو کہ شیعہ نظریہ کو انتخاب کر لیا ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے ڈالی جاتی ہیں۔ جیسا کہ آجکل جہلا کا عام طریقہ ہے تو یہ شریعت کی رو سے سخت گناہ ہے۔ مولانا مودودی تعلیم اتورن ملت مسلمہ فکر کرو عورت مرد کے ما بین اختلاف ہو ہی جاتا ہے غصہ میں آکر زبانی یا تحریری طور پر طلاق طلاق کہہ دینے سے وہ مکمل جدا۔ پھر حلالہ یعنی کسی اور سے شادی اور جماع۔ لاحول و لاقوۃ الا باللہ تو کوئی کسی کو پکڑ لیتا ہے ڈرا دھمکا کر طلاق لے لیتا ہے تو عورت جدا۔ اور پھر حلالہ۔ یہ قول خلاف عقل ہے۔ خلاف فرمان رسول ہے۔ خدا ہمیں ان مفاہد سے بچائے طلاق وقت گزرنے کے بعد نکاح طلاق اول طلاق وقت گزرنے کے بعد نکاح طلاق دوم طلاق وقت گزرنے کے بعد نکاح طلاق سوم اب پھر اجازت نہیں۔ اب کہ حلالہ ہو گا لیکن کیا کبھی اس کی نوبت آسکتی ہے ہم نے تو تاریخ میں اس طرح کا واقعہ نہ پڑھا نہ دیکھا لہذا اس قول سے انسان حلالہ سے مستقل چھٹکارا پا لیتا ہے بلکہ اللہ کی طرف سے بہت بڑی دھمکی ہے کہ اگر سلسلہ طلاق کا اس طرح جا رہا اور تیسری دفعہ پھر طلاق دی تو پھر تیری بیوی کو کسی اور مرد سے مجامعت کرنا ہوگی تب تو شادی کر سکے گا۔ کیا یہ تیری غیرت کو قبول ہے؟ انسان کہے گا ہر گز نہیں! لہذا طلاق کا اس طرح کا سلسلہ ہی نہیں ہو گا۔

عَدَّتْ

عدت طلاق: بعد از نکاح مقاربت سے پہلے اگر طلاق دی جائے تو عدت نہیں ہوگی۔ ارشاد رب العزت ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عَدْوٍ تَعْتَدُونَهَا فَمَنْعُوهُنَّ وَسَرَخُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا۔" اے مومنو! جب تم مومنات سے نکاح کرو اور پھر ہاتھ لگانے سے پہلے انہیں طلاق دے دو تو تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ انہیں عدت میں بٹھاؤ لہذا انہیں کچھ مال دو اور شانستہ انداز میں انہیں رخصت کرو۔" عدت در حقیقت نسل انسانی کی محافظت ہے۔ کہ اگر حمل ہے تو تین ماہ میں واضح ہو جائے گا نیز عورت مرد جنہوں نے کئی سال باہمی انس و محبت کے ساتھ گزارے ہیں انہیں پھر موقع مہیا کرنا ہے کہ تین ماہ میں جب چاہیں مل بیٹھیں اور پھر اکٹھا رہنے کا فیصلہ کریں کیونکہ طلاق جائز ہونے کے باوجود ایسا جائز امر ہے کہ جس سے عرش الہی کانپ جاتا ہے۔ ارشاد رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے تزوجوا ولا تطلقوا فان الطلاق يهتزمنه العرش (وسائل الشیعہ باب طلاق ص ۲۶۸) نکاح کرو۔ طلاق نہ دینا کہ طلاق دینے سے عرش الہی کانپ اٹھتا ہے۔ پھر طلاق ساری زندگی موجب پریشانی رہے گی۔ کیوں؟ ۱: میان بیوی کا اس قدر باہمی وقت گزارنا یا دسے محو نہیں ہو گا گزرے ہوئے لمحات ذہن میں گردش کرتے رہیں گے۔ ۲: عورت کے لئے بعض اوقات دوسری شادی کرنا مشکل بعض اوقات آئیڈیل نہیں ملتا یہی حال مرد کا ہوگا۔ پھر خاندانی معاملات میں طلاق زہر والا کام کرتی ہے صرف یہ دونوں نہیں پورا خاندان یا دونوں خاندان پریشانی میں مبتلا رہیں گے ۳: سب سے بڑی مشکل یہ کہ بچے کہاں جائیں گے باپ کے پاس یا ماں کے پاس اگرچہ اللہ نے معین کر دیا ہے پہلے ماں کے پاس پھر ۳ سال کا لڑکا ۷ سال کی لڑکی باپ کی حفاظت میں رہیں گے ظاہر ہے جس کے پاس ہوں گے ماں یا باپ میں سے دوسرے کی کمی ستاتی رہے گی لہذا اپنے لیے نہیں تو کم از کم اولاد کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر طرف سے طعن و تشییع کے تیر چلیں گے یہ بے چارے دے

سمے ہی رہیں گے۔ طلاق سے اجتناب کرنا چاہیے اللہ وصل چاہتا ہے فصل نہیں۔

طلاق کی شرائط

عورت ماہانہ عادت میں نہ ہو انہی دنوں شوہر سے اختلاط نہ ہو ہوا دو گواہ عادل۔ جن کا کوئی عیب نظر میں نہ ہو ان کی موجودگی لازمی ہے باقاعدہ صیغہ جاری کیا جائے۔ پھر بعد طلاق عدت کے ایام کا حساب مرد نے رکھنا ہے تاکہ طلاق کا احساس رہے ہو سکتا ہے پلٹ آئے۔ رجوع کرے یا عورت اسی گھر میں رہنا چاہیے۔ عورت کے اخراجات ادا کرنے ہوں گے اپنی حیثیت کے مطابق عام عدت ۳ ماہ۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ارشاد رب العزت ہے: **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ مَنَازِلِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا فَإِذَا بَلَغَ الْأَجَلُ بِمَا مَسْكُوتُ بِهِ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوتُ بِهِ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهَدُوا نَوَى عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - " اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دے دیا کرو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب سے ڈرو تم انہیں (عدت کے دنوں) ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ عورتیں خود نکل جائیں مگر یہ کہ وہ کسی نمایاں برائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا تو اپنے نفس پر ظلم کیا تجھے کیا معلوم اس کے بعد اللہ کوئی صورت پیدا کرے پھر جب عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کو آئیں تو انہیں اچھی طرح سے اپنے عقد میں رکھو یا انہیں اچھے طریقے سے علیحدہ کر دو اور انہوں میں سے دو صاحبان عدل کو گواہ بناؤ اور اللہ کی خاطر درست گواہی دو یہ وہ باتیں ہیں جن کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔" ارشاد رب العزت ہے: **وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحْضُوا وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا - " تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے ناامید ہو گئی ہوں ان کے بارے میں اگر تمہیں شک ہو جائے (کہ خون کا بند ہونا سن سیدھ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور عارضہ کی وجہ سے ہے) تو ان کی عدت تین ماہ ہوگی اور یہی حکم ان عورتوں کے لیے ہے جنہیں حیض نہ آیا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے اور جو اللہ سے تو ڈرتا ہے وہ اس کے معاملے میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔" ارشاد رب العزت ہے: **ذَلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا أَسْكَنْتُمْ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمْلًا فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَأَمْرُهُمْ بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ وَإِنْ تَعَاَسَرْتُمْ فَمَنْعُكُمْ فَلَا يُؤْفَقُ دُونَ سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قَدَرَ عَلَيْهِمْ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يَكْلَفُ اللَّهُ تَفْسًا إِلَّا مَا آتَانَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا - " یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اسکی برائیاں دور کر دے گا اور اس کے لیے اجر کو بڑھا دے گا ان عورتوں کو (زمانہ عدت میں) بقدر امکان وہاں سکونت دو جہاں تم خود رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ پہنچاؤ اگر وہ حاملہ ہوں تو انکو زمانہ وضع حمل تک خرچہ دو پھر اگر وہ تمہارے کہنے پر دودھ پلائیں تو انہیں (اس کی) اجرت دو اور احسن طریقہ سے باہم مشورہ کر لیا کرو (اور اجرت طے کرنے میں) اگر تمہیں آپس میں دشواری پیش آئے تو ماں کی جگہ اور کوئی عورت دودھ پلائے گی وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچہ کرے اور جس پر اس کے رزق کی تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جتنا اللہ نے اسے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرے اللہ نے جس کو جتنا دیا ہے اس سے زیادہ مکلف نہیں بنانا جنت تنگدستی کے بعد عنقریب اللہ آسانی پیدا کرے گا۔" (سورہ طلاق: ۵، ۷) ارشاد رب العزت ہے: **وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَجِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ - " اور طلاق یافتہ عورتیں (تین مرتبہ ماہواری سے پاک ہونے تک) انتظار کریں اور اگر وہ اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتی ہیں تو ان کے لیے جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو کچھ رکھا ہے اسے چھپائیں ان کے شوہر اصلاح و سازگاری کے خواہاں ہیں تو عدت کے دنوں میں انہیں اپنی زوجیت میں واپس لینے کے پورے حق دار ہیں اور عورتوں کو بھی دستور کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں البتہ مردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے اور اللہ بڑا غالب آنے والا حکمت والا ہے۔" (سورہ بقرہ: ۲۲۸) گویا بعد از طلاق عدت کے ایام میں مرد کو رجوع کا حق حاصل ہے لیکن رجوع سے مقصد اصلاح ہو باہمی اکتھا رہنا ہو یہ خیال رہے کہ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں ان کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔********

عدت وفات

جیسے طلاق کے بعد عدت کی ضرورت ہے اسی طرح اگر شوہر فوت ہو جائے تو بھی اسلام نے عدت کا حکم دیا ہے ارشاد رب العزت ہے: **وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ**۔ "اور تم میں جو وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار ماہ دس دن اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو شریعت کے مطابق اپنے بارے میں جو فیصلہ کریں اسکا تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے"۔ (سورہ بقرہ : ۱۳۴) ارشاد رب العزت ہے: **وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لَّأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرِ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوفٍ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ**۔ اور تم میں سے جو وفات پا جائیں انہیں چاہیے کہ بیویوں کے بارے میں وصیت کر جائیں ایک سال تک انہیں (نان و نفقہ سے) بہرہ مند رکھا جائے اور گھر سے نہ نکالی جائیں اگر وہ خود گھر سے نکل جائیں تو دستور کے دائرہ میں رہ کر جو بھی اپنے لیے فیصلہ کرتی ہیں تمہارے لیے کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (سورہ بقرہ : ۲۴۰) عدت کے اختتام کے بعد اگر عورت شادی کرنا چاہیے تو دستور کے مطابق کر سکتی ہے کوئی مرد اس سے شادی کا خواہاں ہے تو شادی کے لیے خطبہ کر سکتا ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عِلْمَ اللَّهِ أَنْتُمْ سَنَذَكَّرُوْنَهُنَّ وَلَكِنَّ لَا تُؤَاعَدُوْنَ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَلَا تَعْرَمُوا عَقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابَ أَجَلَهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ**۔ "اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم ان عورتوں کے ساتھ نکاح کا اظہار اشارے کنائے میں کرو یا اسے تم اپنے دل میں پوشیدہ رکھو اللہ کو تو علم ہے کہ تو ان سے ذکر کرو گے مگر ان سے خفیہ قول و قرار نہ کرو ہاں اگر کوئی بات کرنا ہے تو دستور کے مطابق کرو البتہ عقد کا فیصلہ اس وقت تک نہ کرو جب تک عدت پوری نہ ہو جائے اور جان رکھو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ کو سب معلوم ہے لہذا اسے ڈرو اور جان رکھو اللہ بڑا بخشنے والا، بردبار ہے"۔ (سورہ بقرہ : ۲۳۵) عدت کے دنوں میں نکاح کرنے سے (خصوصاً مقاربت بھی کر لی جائے) عورت ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے اصطلاح شرع میں اسے کہتے ہیں حرام مؤبد۔ لہذا انتظار ضروری ہے عدت ختم ہو جائے تو نکاح کر لیا جائے۔ جس طرح عدت کے دوران نکاح حرمت ابدی کا باعث ہے اسی طرح شوہردار عورت کے ساتھ نکاح کرنا بھی حرمت ابدی کا موجب ہوتا ہے پس یہ جانتے ہوئے کہ یہ شوہردار ہے کوئی شخص اگر اس سے نکاح کرے تو وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس شخص پر حرام ہو جائے گی۔

طلاق خلع

عورت شوہر کو پسند نہیں کرتی اس سے شدید نفرت کرتی ہے اس کے ساتھ رہنے کو کسی صورت قبول نہیں کرتی تو طلاق کی مانگ عورت کی طرف سے ہوگی حق مہر کی واپسی یا کسی اور چیز کے دینے پر مرد طلاق دے گا اس طلاق میں مرد کو رجوع کا حق نہیں طلاق کی باقی عام شرائط موجود ہونی چاہئیں۔ اس طلاق کا نام خلع ہے۔ ہاں البتہ عورت نے جو کچھ دیا ہے اگر اس میں رجوع کرتی ہے اور اپنی چیزیں واپس طلب کرتی ہے تو مرد کو اس طلاق میں بھی رجوع کاحق حاصل ہوگا۔

عورت کی گواہی

حقوق الہی و حقوق انسانی کے اثبات کے لیے بعض اوقات شہادت گواہی کی ضرورت ہوتی ہے کئی معاملات میں عورت کی گواہی مقبول ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **فَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكَّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى**۔ "اگر دو مرد نہ ہوں تو اپنی پسند کے مطابق ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بناؤ تاکہ اگر ان میں ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے"۔ حقوق انسان میں حق غیر مالی طلاق وغیرہ کے معاملات میں دو مرد گواہ ہونا چاہئیں۔ حقوق مالی، شادی کے معاملات وغیرہ میں دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد و دو عورتوں کی گواہی کفایت کرتی ہے۔ جو مسائل عورتوں سے مربوط ہیں مردوں کے لیے ان پر اطلاع پانامشکل ہے اس میں صرف عورتوں کی گواہی کافی ہے اسی طرح میراث اور وصیت کے مسائل میں عورتوں کی گواہی کافی ہے غرضیکہ گواہی کے سلسلہ میں اللہ نے عورت کو بہت اہمیت دی ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: **وَلَا يَجِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكُنَّ مِمَّا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ**۔ "اگر وہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کے لیے جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے رحموں میں جو کچھ خلق کیا ہے اسے چھپائیں گویا بتانا ضروری ہے اور یہی عورتوں کی

گواہی ہے۔" (سورہ بقرہ: ۲۲۸)

عورت و میراث

بیٹی کی وراثت اگر مرنے والے کی اولاد صرف ایک بیٹی ہو تو نصف مال اس کا حق ہے اور دیگر عزیزوں کے نہ ہونے کی صورت میں باقی نصف بھی اسے مل جائے گا۔
ارشاد رب العزت: وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ . اور اگر صرف اس کی صرف ایک بی لڑکی ہے تو نصف ترکہ اس کا حق ہے۔ (سورہ نساء: ۱۱)

ماں

مرنے والے کی اولاد ہونے کی صورت میں ماں کا چھٹا حصہ ہے نہ ہونے کی صورت میں تیسرا حصہ ہے۔ ارشاد رب العزت ہے: وَلَا يُؤْتِيهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِلْمِثْلِ . اور میت کی اولاد ہونے کی صورت میں والدین میں سے ہر ایک کو ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا اور اگر میت کی اولاد نہ ہو بلکہ صرف ماں باپ وارث ہوں تو اسکی ماں کو تیسرا حصہ ملے گا۔" (سورہ نساء: ۱۱)

بیوی

ارشاد رب العزت ہے: وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلِلنَّسَاءِ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ مَّ بَعْدِ وَصِيَّةِ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ . "اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو انہیں (بیویوں کو) تمہارے ترکے میں سے چوتھائی ملے گی اور اگر تمہاری اولاد ہو تو انہیں تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملے گا یہ تقسیم تمہاری وصیت پر عمل کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی۔" (سورہ نساء: ۱۲)

بہن

ارشاد رب العزت ہے: وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوْ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةِ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرِ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَلِيمٌ "اور اگر کوئی مرد یا عورت بے اولاد ہو اور والدین بھی زندہ نہ ہوں اور اسکا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو بھائی اور بہن میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر اس کے بہن بھائی زیادہ ہوں تو سب ایک بھائی حصہ میں شریک ہوں گے یہ تقسیم وصیت پر عمل کرنے اور قرض ادا کرنے بعد ہوگی بشرطیکہ ضرر رساں نہ ہو۔ یہ نصیحت اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ بڑا دانا اور بردبار ہے۔" (سورہ نساء: ۱۲) ارشاد رب العزت ہے: يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنْ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَوَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ . "لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں ان سے کہہ دیجئے اللہ کلالہ کے بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی مرد مر جائے اور اسکی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اسے بھائی کے ترکے سے نصف ملے گا اگر بہن مر جائے اور اسکی کوئی اولاد نہ ہو تو بھائی کو بہن کا پورا ترکہ ملے گا اگر بہنیں دو ہوں تو دونوں کو بھائی کے ترکے سے دو بھائی ملے گا اگر بہن بھائی دونوں ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہو گا۔ اللہ تمہارے لیے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھتا ہے۔" (سورہ نساء: ۱۷۶)